حضرات شائقین جناب مصنف علام مقام کنتور ضلع بارہ بنکی کی خدمت میں ار کا ٹکٹ بھیجکر رسالہ ہذا طلب فرمائیں۔

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

الحمد للہ والمنۃ کہ این رسالہ منیفہ وعجالہ شریفہ حامی فرقہ ناجیہ اعنی

معراجیہ

از افادات ہدایت آیات رکن الحکماء الکاملین سلطان العلماء البارعین قبلۃ الاساتذۃ الاعلام کعبۃ الجہابذۃ الفخام خیر اللاحقین بالمہرۃ السابقین عماد المتکلمین الکرام سناد الناسبین العظام مقدام المہندسین امام المتفلسفین کشاف المعضلات بانامل افکارہ موضح العویصات بثواقب انظارہ برکۃ الشہور والاعوام بہجۃ اللیالی والایام ملازم التقوی فی سبیل اللہ الساعی الی ما فیہ رضاہ رأس المصنفین المحققین رئیس المدرسین المدققین آیۃ اللہ فی العالمین وحجتہ علی الجاحدین العلم المفرد والحبر العمدۃ السالک فی مناہج التصنیف المجدد مآثر المتقدمین مشکوۃ المتاخرین بحر العلوم العقلیہ والنقلیہ صاحب القوۃ القدسیہ والاخلاق الحمیدہ الاعلم الاکمل والافخم الافضل علامۃ المشرقین وارث علوم اجداد المصطفین جناب مولانا العلامۃ الحکیم السید غلام حسنین دامت برکاتہ فی العالمین وادام اللہ فیضانہ علی المومنین الموقنین

حسب ایماء جناب معلی القاب المحلی بمحامد الآداب جامع الریاستین حائز الشرفین الکریم الباذل والسید الحلاحل عین الاعیان رکن الارکان ذو المجد الازہر آنریبل جناب صاحب السید ابو جعفر صاحب اداماللہ الواہب بالمواہب

در مطبع ناصری جونپور مطبوع گردید

بار اول ... ... ایکہزار جلد

عبرات العیون و عیون العبرات

فضائل و مصائب ائمہ معصومین علیہم السلام میں نہایت مستند و معتبر کتاب ہے۔ اور یہ من تصنیفات الفاضل الجلیل والمحقق النبیل عالم علوم العقلیہ ماہر الفنون النقلیہ عمدۃ المدرسین و زبدۃ المقدسین الورع الحتاط المتشرع الاستنباط ثالث النیرین عین الانسان والسان العین جناب مولوی المولانا الحاج السید ناصر حسین صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ فی الجنان ہے۔ فاضل اور باکمال مصنف مرحوم نے ہر ہر مجالس کے خطبے علیحدہ علیحدہ درج فرمائے ہیں۔ اور ابتداء ہر مجلس کی آیات قرآن کریم سے کی ہے اور خصوصاً عربی زبان کا ترجمہ اردو میں نہایت سلیس کر کے ناظرین پر احسان فرمایا ہے۔ علاوہ بریں اور بھی بہت سی خوبیاں ہیں جو ملاحظہ سے معلوم ہو جائینگی ہم بسبب طوالت نظر انداز کرتے ہیں۔ کاغذ سفید تقطیع ۲۰×۲۶ حجم ۴۵۶ صفحہ قیمت عہ محصول ۴ر

جناب مولانا المولوی السید شبیر حسن صاحب قبلہ مجتہد مدرس اول مدرسہ بہو بیگم صاحبہ فیض آباد سے طلب فرمائیں۔

"خاکسار منیجر پریس"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي رفع السماء بغير عمد
وجعل فيها ما يحتاج اليه من الازل
الى الابد وهيا لعباده المخلصين
المقربين الى السموات من العمود
وذلك فاسرى نبينا محمد الى
ذروة لم يصل اليها احد لاغراض
وحاجات قضاها نبينا صلى الله
عليه وآله بواسطة معراجه الجسماني
بلا جد وكد وبعد فقد
حداني الى تحرير تلك الوجيزة
انكار المنكرين واستبعاد
الملحدين وابداء
شبهات المشككين

حمد مخصوص ہے اوس خدا کے واسطے
جس نے آسمان کو بے ستون بلند فرمایا
اور اوسمین ہماری حاجت براری کی تا ابد پیدا اشیا
کردین اور اپنے مخصوص بندون کے لیے آسمان
پہ چڑہنے کے واسطے ستون وغیرہ پیدا
کردیئے پہر چڑہا دیا ہمارے نبی کو ایسی
بلندی تک جہان کسی کی رسائی نہوئی ہتی بغرض
ادن حاجات اور اغراض کے جسکو ہمارے
نبی نے پورا کردیا بوساطت معراج جسمانی کے
سبے جد او رکد اور درود خدا ہو اون پر
اور اونکی آل پر بعد حمد صلواۃ اس سالہ
کے لکہنے پر مجہے انکار منکرین معراج
اور بعید از عقل ہونی کہنا
ملحدین کا اور شبہات پیدا
کرنا مشککین کا انہین باتون نے
آمادہ کیا

\+ + + + + + +

ثم لما كان بناء الشبهات على اصول
فلسفية باطلة سواء كانت قديمة
او جديدة وهى لكونها فاسدة
الماخذ لا يستقيم بنفسها
فكيف يستقيم ما بنى عليها
والفرق بين الشبهات الجديدة
والقديمة هو الفرق الذى يستند
الى مبدئها فلكون الشبهات
الجديدة اكثر بناءها على الاستقراء
الناقص يبطله خروج بعض الجزئيات
عن الحكم الكلى المستفاد من الاستقراء
لهذا لم يحتج فى ردها الى تفصيل اشتغال
نعم لكون ذلك الطريق
مبنيا على ابطال الباطل
بالباطل فاضفنا ما هو حق فى الرد

پھر چونکہ بناء شبہات اصول فلسفہ
باطلہ پر ہے فلسفہ قدیمہ ہو یا جدیدہ اور
یہ دونو فلسفہ اپنا ماخذ ہی باطل ہے
کہ وہ خود ہی درست نہیں ہیں پھر کیونکر
درست ہو جسکی بناء ایسے فاسد اصول پر
ہو۔ اور فرق شبہات قدیمہ اور جدیدہ
مین وہی ہے جو ان دونو فلسفہ کے مبداء
مین ہے پھر چونکہ اکثر شبہات جدیدہ
کی بنا اصول تصفح پر ہے یعنی استقراء
ناقص جسکو بعض جزئیات حکم کلیہ سے خارج
ہونا ہی باطل کر دیتا ہے اسلئے ایسے
ایسے شبہات کے رد الزامی [illegible]
[illegible] کی حاجت نہوئی ہاں مگر چونکہ
طریق سے ابطال کی بنا باطل
باطل کو رد کرنے [illegible]
[illegible] دلیل [illegible] باطل
[illegible]
[illegible] اور [illegible]
کو [illegible] کرتا ہے

ثم لما كان دفع الايرادات هو الغرض
الاصلي اثبتوها في هذه الاوراق ولنبينا
قبل ما ذكرها ورد عليها وبعد الفراغ
من هذه الاوراق نذكر الروايات
ويدل لما يناسب شرحها في رسالة اخرى
اخرى واعلم ان هذه الشبهات
انما تعرض لمن لا تكون له مهارة كاملة في
الحكمة ان شاء الله تعالى
الاصول ويكفيه المعارضة بالمثل ولا
حاجة لنا الى ازالة الشبهات
الى الحل ولنبتدئ بذكر الشبهات
فنقول الشبهة الاولى لما ثبت
بالتجارب المتيقنة ان الهواء الذي
مدار بقاء الحياة تنفسها وهي
ليست موجودة بعد ارتفاع اربعين ميلا في الجو

پھر چونکہ ان شبہات کا دفع کرنا بھی غرض اصلی
ہمارے ان چند اوراق کے لکھنے سے
ہے اسی وجہ سے پہلے اسی مقصد
کو پہلے لکھا اور شبہات کو رد کر دیا اس
مقصد کے لکھنے سے فارغ ہو کر پھر
ہم ایک جداگانہ رسالہ مین چند روایات
متعلق بہ معراج جسمانی لکھین گے اور بطور
مناسب اونکی شرح بھی کرین گے انشاء
یہ بھی معلوم رہے کہ ایسے شبہات
اوسی کو عارض ہوتے ہین جسکو اصول
فلسفہ مین پوری دستگاہ
نہو ایسے شخص کے چپ کرنے مین فقط
معارضہ بالمثل کافی ہوتا ہے اور حل
کی حاجت نہین ہوتی اب ہم
شبہات کو لکھتے ہین پہلا شبہہ
یہ ہے کہ مدار زندگی کا ہوا کے تنفس
پر ہے اور وہ چالیس میل اوپر نہین
ہے پھر چالیس میل اوپر چڑھ کر جب
تنفس نہوگا ذی روح کیسے زندہ رہ سکتا ہے

وبهذا يبطل عروج الانسان الى السماء ازيد من اربعين اميال فكيف الى الاف الاميال والجواب اما اولا فعدم كون الهواء هناك لا يمكن اثباته من دليل عقلي اما التجربة فمن عرج الى ذلك الارتفاع ثم رجع منها واخبركم بعدم وجود الهواءُ هناك فان صح ذلك فقد ابطل قولكم وايضاً ناقض قولكم بقائه حيّا ثم رجوعه الى الارض وان مات فهل اخبركم في المنام وهذا من اضغاث احلام وايضا لم يصل اليه مقياس الهواء الذي تسمونه بارومیتر وان وصل فمن اخبركم بوصوله هناك ثم بدلالته على عدم الهواء وايضاً فان اقوالكم مختلفة في تلك المسئلة

اِس دلیل سے آدمی کا چڑھنا ہوا پر چالیس میل تک باطل کیا جاتا ہے پھر ہزار لاکھوں میل اور جواب ہے اسکا یہ ہے تو یہ کہ وہاں ہوا کا نہ ہونا کسی دلیل عقلی سے ثابت نہیں ہے رہا تجربہ پھر کون شخص وہاں جاکر دیکھ آیا کہ ہوا نہیں ہے اور اگر کوئی گیا اور نہ مرا اِسی سے تمہارا قول باطل ہوگا اور اگر قبل آنے کے مرگیا پھر کیا خواب میں تم کو اوسنے خبر دی بارومیٹر بھی وہان تک نہیں پہونچا جو ہونے ہوا کی خبر دیتا رہا قیاسی حساب اِسکا کیا اعتبار ہے ایضاً تمہارے اقوال بھی اِس مسئلہ مین مختلف ہین اور ہوا کے موجود کی حد کا معلوم کرنا چند دلائل سے محال ہے دیکھو کتب طبعیات کو

فمنكم من يقول باربعين ومنكم
من يقول بخمس واربعين واختلاف
عرض البلد لايوجب ذلك الاختلاف
فليس في التحقيق الى هذا الزمان قول
يعتمد عليه على انه لما ثبت عندكم
من الكيمياء الشمسي والاخترى
وجود الاهوية حول كل سيارة
حتى حول الشمس وسلمتم وجود
ذوات الارواح على السيارات
كلها وانتم ترجون العروج اليها وتدبرون
في ذلك فما بالكم تنكروا عروج الانسان
الى اربعين امنيال وهل يكون التعصب
ازيد من هذا انتم العجب منكم
انكم تقولون بوصول عدة اشخاص الى
القطب الشمالي والجنوبي كليهما

بعض کا قول ہے چالیس میل بلندی
ہے اور بعض پینتالیس ۴۵ میل اور
عرض بلد کا اختلاف اسکو واجب
کرتا ہے پس آج تک کوئی بات
قابل اعتماد کے نہین علاوہ
برآن جب تم پر کیمیاے شمسی سے
ہوا کا وجود ہر ستارہ کے گرد
ثابت ہوا تا ایسکہ آفتاب کے
گرد بھی اور تمنے تسلیم کرلیا کہ ذی
ارواح کی آبادی ہر ستارہ پر
ہے اور تمہاری امید ہے کہ وہان
تم بھی پہونچو اور اسکی تدبیرین
بھی کر رہے ہو پھر کسی آدمی کا
چڑھنا چالیس میل تک کیسے محال
کہتے ہو اس سے بڑھکر اور کیا
تعصب ہوگا اس سے زیادہ یہ کہ
تم قطب شمالی اور جنوبی تک
چند آدمی کا پہونچنا
تسلیم کرتے ہو * *

ولم تقرهم البرودة المالغة من
التنفس والمفنية للحرارة الغريزية التي
عليها مدار الحيوة والممات
وتقرون ان معلوماتنا تزيد يوماً
فيوماً الى الوصول الى امكنة
كانت العقول تحسبها من
المحالات فمن يمنعنا اذن
من ان نقول بتدبير خاص
للعروج الى السموات - وايضاً
فان حبس التنفس عمل يرتاض
به اكثر الناس قديماً وحديثاً
وقد يدعي بعض ان الانسان
يمكن بقائه حياً الى اثنين
وسبعين ساعة وبراهمة الهنود
الناسطيعون على ذلك فكيف يمنعون

اور وہان کی سردی جو ہوا کو غلیظ کرکے
قابل تنفس نہین رکھتی ہے اور حرارت
غریزی بدن انسان کو فنا کر دیتی ہے جس
پر زندگی اور موت کا دارومدار ہے اوسنے
ان سیاحون کو کچھہ ضرر نہ پہونچایا یہ بھی
تمکو اقرار ہے کہ ہماری معلومات جدیدہ
روز بروز بڑھتے جاتے ہین اور ایسی جگہہ ہم
پہونچنے پر قادر ہو رہے ہین جہان پر ہماری
عقلین پہونچنا محال سمجھتی تھین پھر اب ہمکو
کون منع کرسکتا ہے اگر ہم اسکے قایل ہون
کہ کسی تدبیر خاص سے ہم آسمان پر چڑھ سکتے
ہین - ایضاً حبس دم کا ایک عمل قدیم سے
چلا آتا ہے اور بعض ڈاکٹرون نے تو اب
دعوے کیا ہے کہ آدمی ۷۲ گھنٹہ تک
حبس دم سے زندہ رہ سکتا ہے اکثر
اخبارات مین شایع ہوچکا ہے اور براہمہ
ہنود تو اس عمل کے بڑے مشاق گذرے ہین
اور اب بھی موجود ہین ان سب کا اتفاق
اسکے صحیح ہونے پر ہے پھر کیونکر تم منع کرتے ہو

وقوع امر هو في مجاري العادات
ولا برهان على منعه وملخص الاقوال
ان المانعين من وقوع المعراج
الجسماني لم يصلوا الى تلك الارتفاع
وليس لهم علم قطعي بخواص البلد
بذريعة آلة من الالات ولا مجال
لهم ان يقيسوا برايهم في ذلك و
مع تلك الجهالة ينكرون وانما
هو استبعاد محض وهو سجية
الجهال على انهم ينقضون على
امتناع الخلاء ويتهاونه في
فان سلمنا عدم وجود الهواء على
ذلك الارتفاع فيكون لا محالة
مشغولا بجسم اخر هو مجهول الخواص
فعليه يكفي لنا استنشاقه في النفس

واقع ہونا اوس امر کا جو مجاری عادات
مین داخل ہو چکا ہے اور کوئی دلیل عقلی
اوس کے ہونے پر قایم نہین ہے
خلاصہ یہ ہے کہ معراج کے منکر اس
مسئلہ ہوا پر بنا کرکے نہ تو خود وہان تک
پہونچے اور نہ اونکو علم یقینی خواص ہوائے
محیط کا کسی آلہ کے ذریعہ سے ہے اور
نہ قیاس کرنے کی اس مین گنجایش ہے
اور باوجود ایسی جہالت کے اور پھر انکار
کرتے ہین یہ انکار محض استبعاد ہے
جو طریقہ جاہلون کا ہے کہ اپنی نادانی سے
بے دہڑک انکار کر دیتے ہین۔ پہر اسکے
علاوہ انکا یہ بہی قول ہے کہ جو بُعد اور
جگہہ جسم کے سامنے کے ہے اوسمین
خلا محال ہے اب اگر ہم یہ بہی تسلیم
کرلین کہ چالیس میل اوپر ہوا نہین ہے
ضرور کوئی اور جسم ہوگا اور اسکے خواص
اور آثار ہمکو معلوم نہین اور جب معلوم
نہین تو شاید وہ ایسا ہو کہ تنفس ہو سکے

فمتى لم يثبت ان ذالك الجسم لا
يصلح استنشاقه للتنفس كيف نسلم
قول المورد ـ ثم الذين تمنيهم
تسخير كرة القمر والعطارد من سكانهم
هم الذين ينكرون وجود الهواء
بعد ارتفاع اربعين ميلا فهذا
التمني من المتمنيات المستحيلة على
زعمهم فان قالو بامكانه فيجب عليهم
ان يعتقدوا امكان المعراج ايضاً
ثم يجب عليهم ان يصدقوا بنبوة
نبينا صلى الله عليه واله ايضاً
فانهم انما علموا وجود سكان تلك
الكرة بتوسط الات جديدة و
نبينا انما علم ذلك اما بوحي او بمشاهدة
وهي المعراج الجسماني وهذا هو البرهان على صدقه

پھر جب تک ثابت نہو کہ یہ جسم قابل ہے سانس
لینے کے نہیں ہے ہم کیسے اس منکر کا
قول تسلیم کریں پھر جو لوگ انکے آرزو تسخیر
کرہ قمر اور عطارد کے رہنے والوں کی
ہے وہی ہوا کے وجود کا چالیس میل کے
اوپر انکار کرتے ہیں پھر یہ آرزو تسخیر کی
ارزو ... محال ہے انکے زعم میں
یا نہیں پھر اگر وہ امکان کے قائل ہوں تو
انپر ... معراج کی تصدیق کے
بھی قائل ہوں اسلئے کہ انکو
علم وجود ذی ارواح کا کرہ قمر
اور دیگر سیارات کا اگر بذریعہ
آلات جدیدہ کے ہوا تو ہمارے
نبی کو بذریعہ وحی کے ہوا
خواہ بذریعہ مشاہدہ کے
معراج جسمانی میں
ہوا اور یہی دلیل ہے
آپ کی سچائی پر
اور نبوت پر *

وایضا فان نبینا صلعم اخبرنا
بان سکان کرة القمر یحمدون الله
ویسبحونه ویعبدونه وهذا دلیل علی
انه صلعم کان فهم کلامهم وتفهمه
ولم یکن محتاجا الی ایجاد الآلات او
اشارات یتوصل بها الی فهم کلامهم
کما انتم تتفکرون فی ایجاد هذه الآلات لکی
تخبروا ولم تخبروا وهذا هو الفرق
بین العلوم الالهی والعلوم فمن یکون
علمه ماخوذا من الله سبحانه کیف
یخبر بخبر کاذب واما کونه صادقا فی
ذلک الاخبار فمن لم یکذب فی عمره
قط مدی اعماره ولا یسمونه الناس
اصدق الصادقین کیف ینسب الیه
الکذب فی ذلک الاخبار مع کونه

پھر بھی دیکھو کہ ہمارے نبی نے ہمکو خبر دی کہ
ماہتاب پر رہنے والے خدا کو بزرگی سے
یاد کرتے ہیں اوسکی تسبیح میں اور
اوسکی عبادت میں مشغول ہیں
اور یہہ خبر وہی دلیل اسکی ہے کہ آپ اونکے
کلام کو سمجھتے تھے اور اس سمجھنے میں
محتاج کسی آلہ کے نہ تھے وہی قوت
روحانی ہے اور تمکو ہر دم فکر اسکی ہے
کہ کوئی ایسا آلہ بنایا جائے جسکے ذریعہ سے بات
چیت کا موقع اونسے ہو اور ممکن ہے تم
کامیاب ہو یا نہ ہو یہی بڑا فرق ہے عالم علم
الٰہی اور تمہارے علم کسبی میں پھر
جسکا علم خدا سے حاصل ہوا ہو وہ جھوٹی
خبر معراج کی یا مخلوقات سیارہ قمر وغیرہ
کی کیسے دے سکتا ہے اب رہا اوسکا سچا
ہونا پس جو شخص تمام عمر کبھی جھوٹ نہ بولا ہو اور
دوست دشمن سب اوسکو بڑا سچا کہیں اسکی سچائی کی
دہوم مچی ہو کیسے اوسکی طرف اس خبر خاص میں کذب
کی نسبت دیجائیگی حالانکہ وہ ایسا سچا ہے

فقد صدق بحمد الله ما كنا ندعيه
من وقوع المعراج الجسماني وبطل
الشبهة الاولى صلوا على محمد وآله

الشبهة الثانية وهي مبنية على
استحالة سرعة السير يقول المعترض ان
المسافة التي قطعت في المعراج
مع سرعة مخصوصة تذكرونه
لا يسلمه عقل صحيح حيث لا نجد
نظيرا في الموجودات فالاف
الوف اميال هل يمكن قطع
مسافتها في طرفة العين ولما حكم
العقل باستحالته جزمنا بان المعراج
لم يقع بل هو من اراجيفكم وقد اخطا
كل خطاء ابيناً في وضع ذلك الخبر لانه
بوقوعه كك مع سرعة السير

اب تو ہمارا دعوی وقوع معراج جسمانی کا سچا ثابت
ہوا اور یہہ پہلا شبہہ ہر طرح سے باطل ہو گیا
درود پڑھو محمد و آل محمد پر —

دوسرا شبہہ

تیز رفتاری کے محال ہونے پر مبنی ہے
معترض کہتا ہے کہ جو مسافت معراج مین
قطع ہوئے اور ایسے جلد جیسا کہ تم کہتے ہو
عقل صحیح اسکو ہرگز نہین مانتی ہے اسلیے
کہ اسکی کوئی نظیر دنیا مین نہین ہے
کروروں میل کی مسافت کا طے ہونا چشم
زدن مین کیسے ہو سکتا ہے اور جب عقل
سلیم اسکو نہین مانتی ہمکو یقین ہے
کہ معراج جسمانی نہین ہوئی یہہ فقط تمہاری
جھوٹی بات ہے تم نے بھی اس
غلط گوئی مین خطا کی ہے عیب بھی
کہ اسکو ہمنے جانتے ہیں اسلیے کہ اگر ایسی
تیز رفتاری کا دعوے نہ کرتے تو
شاید یہہ جھوٹ چھپ بھی جاتا
اور اب تو بالکل ظاہر ہو گیا۔

والجواب

ان ذلك الشبهة انما عرضت
لمن ليس له معرفة بعلم الحركة
واصوله القديمة والجديدة
ومن يمعن النظر في سرعة اقسام
الحركة النقلية الاجسام والاجرام
فيعلم جزما ان قانون الفطرة لم يعين
لسرعة الحركة وبطوئها حدا لا
يتجاوز عنه فالهواء والدخان
والصوت والنور ولاسيما نور البصر
والقوة البرقية التي بتوسطها
توصل الخبر الى بلاد بعيدة والسيارات
المتحركة كلها نظائر صحيحة
لتلك السرعة بعضها قد
حققنا مقدار سرعتها

جواب

یہہ شبہہ اوسی کو عارض ہوا ہے
جسکو علم حرکت کے اصول قدیمہ اور
جدیدہ معلوم نہین ہین اور جسنے گہرے
نظر علم حرکت مین ڈالے ہے اور حرکت
نقلیہ اجسام اور اجرام فلکیہ مین پورا
تامل کیا ہے اوسکو یقیناً معلوم ہے
کہ قانون قدرت نے سرعت رفتار
اجسام کی کوئی ایسی حد نہین مقرر کی
ہے جس سے بڑہکر سرعت نہ ہو سکی
اب دیکھو ہوا اور دخان اور آواز اور
نور اور ہمارا نور بصر اور قوت برقی جسکے
ذریعہ سے تار پر خبر دیجاتی ہے کہ سات
منٹ مین ۲۴ ہزار میل کی حرکت ہے
اور سیارات فلکی کے حرکات یہہ سب
نظایر صحیحہ تیز رفتاری کے ہین انمین سے
بعض کی مقدار سرعت کو ہمنے تحقیق
کرلیا ہے جیسے نور اور تار برقی اور آواز
اور بعض سیارات کی تیز رفتاری معلوم ہوچکی ہے

وكثير منها لم نعرف بعد مقدار
سرعتها هذا حال الحركة الطبيعية
اما الارادية والقسرية والمركبة منهما
فهي ايضا لاحد لسرعتها وحركة المعراج
الجسماني انما هي حركة قسرية ارادية
والقاسر المحرك الذي نسميه بالبراق
لانعلم انه اي حيوان كان وكم كان له
قوة العدو ثم اعلم ان الحركة القسرية
قد تكون بتوسط قاسر جسماني وهو الذي
نراه بالعين وقد تكون بتوسط قاسر غير
جسماني وهو غير مرئي وكلاهما موجودان
فحركة طي الارض كما توجد بتوسط
الآلات الدخانية كذلك توجد من
بعض خواص الحروف او بتوسط
بعض الروحانيات ولقد رأينا

اور بہت سے تیز رفتار ایسے ہین کہ ابھی تک ہمنے
انکی مقدار سرعت کو نہین پہچانا ہے یہہ
حال تو حرکت طبعی کا ہے رہی حرکت
ارادی اور حرکت قسری یا مرکب اور
حرکتون سے انکی بھی سرعت کی
کوئی حد مقرر نہین ہے اور معراج جسمانی
حرکت قسری ارادی سے ہوئی تھی اور
وہ قاسر جسکا نام ہم براق رکھتے ہین ہمکو
معلوم نہین کیسا حیوان تھا اور کسقدر
اوسکی قوت دوڑنے کی تھی یہہ بھی
جانو کہ حرکت قسری کبھی تو بذریعہ
قاسر جسمانی کی ہوتی ہے اور اوس قاسر کو ہم
آنکھہ سے دیکھتے ہین اور کبھی قاسر غیر جسمانی
سے ہوتی ہے اور وہ نظر نہین آتا اور دو قسم
موجود ہین طے الارض کی حرکت جسطرح
دخانی انجن سے ہوتی ہے اسی طرح
بعض حروف کے خواص سے بھی ہوتی ہے
یعنے کچھہ نقش اور تعویذ ایسے ہین اور کبھی
بعض روحانیات سے بھی اور ہم نے دیکھا ہے

من شاهد حركة طي الارض لذي حد ثبت
بتوسط عاسر غير جسماني وهي في بلدنا
خاصة فان رجلا من السادات
وامراة من اهل قرابتنا قد سار من
الحائر الحسيني الى بلدنا في اسرع
من دقيقة واحدة اوصلها كرامة
جدهما الحسين عليه السلام وهذا
المسير قد وقع بمحضر من كبارنا الذين
اخبرنا بمشاهدتهما وايضا كان في
بلدنا رجل من الارذال كانت وظيفته
ان يسير من بلدنا الى بلدة لكهنو مسافة
اربعين ميلا ويشتري من سوقها اشياء
لاهل بلدنا كل يوم في اسرع ازمنة
لا تزيد من عشرين دقيقة وعلى هذا
استمر ذلك الرجل مدى عمارة

اون لوگون کو جنھون نے طے الارض کے وہ
قسم جو غیر جسمانی ذریعہ سے ہوتے ہوئے
دیکھی ہے خاص ہمارے وطن کے ایک
سید اور ایک سیدانی ہمارے بزرگون
مین سے حائر حسینی یعنے کربلای معلی سے
رسول پور تک ایک منٹ سے کم بلکہ چشم
زدن مین کرامت اور اعجاز سے امام حسین
کے پہونچ گئے یہہ واقعہ ہمارے خاص
اون بزرگون مین ہوا ہے جنھون نے
ہمکو اپنے چشم دید کی خبر دی ہے
ایضاً ہمارے وطن مین ایک ڈہفالی تھا
جسکا روزمرہ یہی ورد تھا کہ قنور سے لکھنؤ چالیس
میل تک جاتا اور وہان سے چیزین فرمایشی روز
لاتا اور ۲۰ منٹ سے زیادہ کا یہہ سفر اوسکا
نہ تھا یہہ واقعہ بھی ہمارے وطن مین
مشہور ہے اور اسی کیفیت پر وہ شخص
اپنی تمام عمر باقی رہا جسکے دیکھنے والون کو
ہم نے خود دیکھا ہے اور کسی طرح کا
اسمین شک اور شبہہ نہین ہے

وكان عنده عصا يقول قد اعطاه البعض
الفقراء عوذة فنصبه في تلك العصا اذا
اخذتها وضربتها على الارض تطوي
لي الارض فاصل الى اي مسافة
اريد طرفة عين وقد حدثني بعض
الوزراء من رياست گواليار ان بعض
فقراء الهنود كان يدعي انه يصل من
تلك البلدة الى كلكتة في مدة بضع
دقائق فامتحن الرئيس كذبه وصدقه
في احد مسيره فاوصل كتابه الى
الرئيس من بلدة گواليار
الى كلكتة ولم يمض ازيد من
ستة دقائق هذا ما ذكرته
من المشاهدات اليقينية اما
المنقولات فقرأت في رسالة

اس ڈہقالی کے پاس ایک سونٹا تھا وہ کہتا تھا
کسی فقیر نے ایک تعویذ دیا تھا وہ اسمین
رکھ لیا تھا جب مین یہہ سونٹا لیکر اسکو
زمین پر رکھتا ہون اور ٹہیک لگاتا ہون
زمین میرے لیئے پیچیدہ ہوجاتی ہے
اور جس مسافت کے طے ہونے کا ارادہ
کرتا ہون چشم زدن مین وہان پہونچ
جاتا ہون ہمسے وہان مین ایک شخص
وزیر درجہ چہارم ریاست گوالیار
نے مجھسے اپنے چشم دید یہہ
بیان کیا کہ یہان ایک فقیر
ہندو ہمیشہ مہاراجہ جیواجی راو
سے باصرار کہتا تھا کہ مین یہان
یہان سے کلکتہ چند منٹ مین جاتا ہون
چنانچہ ایک مرتبہ اوسکے جھوٹ سچ کا
امتحان کیا گیا اور رائی صاحب کے
خانگی چٹھی اوس نے ۶ منٹ مین یہان سے
کلکتہ پہونچا دی یہہ چشم دید سب واقعات
ہین اب منقولات مین ہم لکھتے ہین

يسمونها بالاسرار القاسمية قد
رسم فيها دائرتين كتب في احداهما
مثلا فيض آباد وفي الاخرى مكة شرفها
الله ثم امر ان يتلو اسماء عظيم من
اسماء الله سبحانه المخصوص بطي
الارض وينتقل من الدايرة الاولى
الى الثانية ويصل بلا مهلة الى بيت الله
وهذا العمل يصدق ما ورد في القرآن
المجيد من قصة آصف بن برخيا
عليه السلام بحضرة نبينا سليمان
وهي هذه قال من يا تيكم
بعرشها قبل ان ياتوني
مسلمين قال عفريت من
الجن انا اتيك به من قبل ان
تقوم من مقامك وقال الذي

ایک کتاب ہین جسکا نام اسرار قاسمی ہی
اوسمین دو دائرے بنائے ہین ایک مین
تو مثلاً فیض آباد لکھا اور دوسرے
مین مکہ معظمہ یہہ حکم دیا کہ وہ اسم اعظم
خدا کا جسکی خاصیت طے الارض کی ہی
پڑھے اور پہلے دائرے سے دوسرے
دائرے مین چلا جاوے فوراً مکہ معظمہ مین
داخل ہوگا اور یہہ عمل تصدیق کرتا ہی
قصہ آصف بن برخیا علیہ السلام کی
جو بحضور جناب سلیمان علیہ السلام گذرا ہے
وہ قصہ یہہ ہے حضرت سلیمان نے فرمایا
کون شخص تم مین ایسا ہے جو تخت بلقیس کو
اوٹھا لائے قبل ازانکہ وہ میری اطاعت
کے لیئے چلے آئین - ایک دیوزاد قوم جن سے
بولا مین تخت کو اتنی جلد لاؤن گا کہ اپنی
جگہہ سے یعنی دربار سے آپ برخاست
کرین گے چونکہ یہہ دعوی اسکا نبی آدم سے
جنکی فضیلت پر شامل تھا جناب آصف
بن برخیا کو تاب نرہی اور کہا اوس شخص

عنده علم من الكتاب انا اتيك
به من قبل ان يرتد اليك طرفك
قلت فاتى به كما ادعاه فقوله تعا
علم من الكتاب من فيه تبعيضية
يريد منه الاسم الاعظم كما مر
سابقا - واذا فرغنا من نقل تلك
الواقعات واثبتنا ما كنا بصدد
اثباته وهو ان سرعة السير
لا حد له عقلا ويقع طبعا وقسرا
وارادة فاي شيء يمنع من وقوع
المعراج الجسماني بحركة
سريعة مروية في الاخبار
وكيف يستحيل عند العقل السليم
وقوعه كك سواء وقع تلك الحركة
بتوسط البراق وبلا توسط قاسر اخر

یعنی جس کے پاس تھوڑا سا
علم کتاب کا اسم اعظم سے تھا کہ
مین تخت بلقیس کو آپ کے چشم زدن
سے پہلے لا دونگا - مین کہتا ہون
کہ سچ مچ ایسا ہی کیا اور اس سے اب
جو تھوڑا سا علم قرآن پاک مین ہے اس سے
مراد وہ آہی علم اوسی اسم اعظم کے
جاننے کا ہی جو اوپر گذرا - اور جب ہم
ان واقعات کی نقل سے فارغ ہو چکے
اور جس امر کے اثبات کے درپے تھے
اوسکو پورا پورا ثابت کر چکے اور وہ یہی امر ہے
کہ تیز رفتاری کی کوئی حد براہ عقل نہین ہی
اور حرکت طبعیہ اور قسریہ اور ارادیہ
ہر طرح سے واقع ہوتی ہے اب کون چیز
وقوع معراج جسمانی کو منع کر سکتی ہی
اوس تیز رفتاری سے جو ہماری احادیث
مین وارد ہی اور کیونکر عقل سلیم اسکو
محال کہہ سکتی ہے براق کے ذریعہ سے
ہوئی ہو خواہ بلا واسطے کسی قاسر کے

ومن هذا البرهان تندفع توهمات
المتشككين بالنسبة الى سرعة سير
الملائكة سلام الله عليهم اجمعين

الشبهة الثالثة

ومنشاءها وجوب مطابقة الظرف
بالمظروف يقول المورد ان
الوقائع المروية فی قصة المعراج
كثيرة حتى اذا اردنا حكايتها
فلابد لها زمان طويل كما هو
مشاهد فان الواعظ المتصدي لبيانها
يحكي ولا يتم ذكرها في يوم بليلة بل يتم
في ايام عديدة وفرق بين وبون
بعيد بين الرواية والدراية
فالعقل لا يسلم صحة وقوعها في
زمان قليل كما انتم تدعونه

اسی دلیل سے ہم شبہات شکی لوگونکی
جو بہ نسبت تیز رفتاری ملائکہ کے ہین دور کرتے
ہین سلام خدا کا سب ملائکہ پر ہو

تیسرا شبہہ

اسکا منشا ظرف اور مظروف کی مطابقت پر
ہی معترض کہتا ہے جسقدر واقعات قصہ
معراج جسمانی مین گذرے اور تم لوگ
اونکی روایت کرتے ہو وہ اتنی زیادہ ہین کہ
اگر ہم اون کو پورا بیان کرین زمانہ طویل
اون کے بیان کو درکار ہے چنانچہ
دیکھلو جب کوئی واعظ قصہ معراج کو
بیان کرتا ہے ایک شبانہ روز مین یہہ
قصہ تمام نہین ہوتا بلکہ چندروز مین
پورا بیان ہوتا ہے حالانکہ وقوع واقعہ
اور اسکی حکایت کرنے مین بڑا
فرق ہے یہہ امر بدیہی ہے لہذا
عقل سلیم اسقدر واقعات کا واقع
ہونا اتنے تھوڑے زمانہ من ہرگز صحیح نہین
مانتی ہے جیسا تمہارا دعویٰ ہے

والجواب

ان هذا المورد لا ينكر اصل الواقعات ولا يزعم استحالتها بل ينكر وقوعها فی زمان قليل لمطابقة المظروف بالظرف ويدعي كونه بديهيا فعلينا اولاً بيان وجوب المطابقة بين الظرف والمظروف ولا يتم هذا البيان الا ان نبين اقسام الظرف والمظروف ونوضح معنى المطابقة كل ذلك بناءً على العقل ثم نبين المنقولات فی تلك المسئلة فنقول وبالله الاعتصام ان الظرف علی نوعين ظرف مكان وظرف زمان وكذلك المظروف ولنقدم بيان ظرف المكان ومظروفه فلا يخلو اما ان يكون الظرف اكبر من المظروف او اصغر منه مثلا اناء

جواب شبہہ

یہہ معترض اصل واقعات کا منکر نہین ہے اور نہ اونکو محال کہتا ہے بلکہ زمانہ قلیل مین واقعات کثیرہ کا واقع ہونا اسکو محال کہہ رہا ہے بہ سبب مطابقت مظروف کے ظرف سے اور اس مسئلہ کو بدیہی بھی کہتا ہے پس ہمپر واجب ہے کہ ظرف ومظروف کے وجوب مطابقت کو بیان کرین اور یہہ بیان اوسی وقت پورا ہوگا کہ پہلے ہم اقسام ظرف اور مظروف کو لکھین اور مطابقت کے معنی کو ظاہر کرین اور یہہ بیان محض عقلی ہو اوسکے بعد پھر ہم منقولات جو اس مسئلہ سے متعلق ہین اونکو بھی لکھین - اب ہم کہتے ہین اور خدا سے غلطی بچانے کی امید ہے کہ ظرف کی دو قسمین ہین ظرف مکان اور ظرف زمان اور اسی طرح مظروف بھی یہی ہے اگر ظرف بڑا ہے جیسا ایک برتن

يسع فيه رطلان من الماء وفيه
من الماء رطل واحد او يكون فيه
من الماء رطلان فهذان من
الممكنات الموجودة ومحال ان
يسع فيه ثلاثة ارطال من
الماء وقد ارجف لنا ان في قطرة
من ماء البحر وجود الجرائيم بعدد
كل موجودات العالم او في
ابدانا من العروق بقدر مائتي
الاف وهذا المورد يعتقدها
صحيحة وهذا من عجب العجاب
والثاني ظرف الزمان ومظروفه
اشياء يتعلق فيها السرعة والبطوء
هي من قسم الحركات لان
الزمان هو مقدار الحركة لا غير

جس مین دو سیر پانی سما سکتا ہے
اور رہے جسمین دو سیر پانی اوس مین
بھرا خواہ سیر ہی بھر ہو یہہ دونون
صورتین ممکن بھی ہین اور موجود بھی
ہین البتہ محال یہہ ہی کہ ایسے ظرف مین
ہم دو سیر زاید مثلاً تین سیر پانی بھرین
ہمکو جھوٹی خبر یہہ بھی پہونچی ہے کہ ایک
قطرے پانی مین سمندر کی اتنی کیڑے ہین
ہین جنکا شمار کل موجودات عالم کے
برابر ہی یا آدمی کے بدن مین دو کرور رگین
ہین اور یہہ معترض ان خبرونکو صحیح مانتا ہی
یہہ عجیب بات ہے۔ دوسرے قسم ظرف
کی ظرف زمان ہے اسکی مظروف وہ چیزین
ہین جنسے جلدی اور دیر کا تعلق ہے
از قسم حرکات مکانیہ جیسے ہماری
حرکات جسمانیہ لکھنا پڑھنا چلنا
پھرنا اسلیئے کہ زمانہ کیا چیز ہے
وہی مقدار حرکت مراد یہہ ہے کہ حرکت
مقدار زمانہ کہلاتا ہے۔

وتلك المظروفات تتبدل سرعتها
وبطوئها بتبدل التدبيرات الاترى
انكالانقدر على طي مساحة تزيد
من ثلثين ميلا في اثنا عشر ساعة
والان نسير مسافة خمسين ميلا
في ساعة واحدة بوسطة الدخانية
والالفاظ والكلمة انما هو صوت وهي
حركة الات معدة في اجسامنا وتلك
الحركة ايضا لاحد لسرعتها وبطوئها
الاترى الى القراء والحفاظ فانهم يتمون
تلاوة القرآن في ليلة واحدة ونحن
لانقدر على اقل من عشرة ايام
والعدة في سرعة الكلام وبطوئه
الممارسة والرياضة فحسب
الزمان الذي وقع فيه هذا التكلم

اور مظروفات زمانی انکی سرعت اور
دیر تدبیرات سے تبدیل ہوا کرتی ہے
دیکھو ہم پیادہ روی میں فی بارہ
گھنٹہ ۳۰ میل سے زیادہ نہیں چل
اور اب ریل کے ذریعہ سے پچاس
میل فی گھنٹہ جاسکتے ہیں اور بولنا
کلام کرنا یہہ تو وہی آواز ہے
آواز کیا چیز ہے ہمارے اجسام میں
جو آلات قدرت نے مہیا کر دیے ہیں انکی
حرکت سے آواز اور وہی آواز سے
کلام پیدا ہوتا ہے اس حرکت
کی بھی سرعت اور دیر کا کوئی اندازہ
مقرر نہیں ہوا ہے قاری اور حافظ قرآن کو دیکھو
رات بھر میں ختم کر دیتے ہیں اور ہم دس روز سے
کم میں ختم نہیں ہو سکتا کلام جلدی کرنے میں
اور دیر سے کرنے میں مشاقی اور
ریاضت ہی پر دار و مدار ہے
اور کچھہ نہیں ہے جس زمانہ میں
یہہ کلام شب معراج کو ہوا

لیس مقداره لا بهذه القلة التی یظنها
ذلک المعترض بل هو زمان یسع فیه هذا
التکلم کما یاتیک نبأه فی القسم الثانی
من تلک الوجیزة ولما لم یقم برهان
عقلی علی تلک الاستحالة فیکون
بناء الشبهة علی المحال العادی
وهو ممکن فی نفسه لا یتمسک
به حکیم فلسفی اما الجهال فلا
عبرة لهم عندنا وسجیتهم
ان یقولوا باستحالة کلما لا تدرکه عقولهم
ممکنا

الجواب الثانی

ولما اثبتنا عدم استحالة التکلم فی
ازمنة قصیرة عقلا فحری بنا ان نذکر
لذلک مثالا فی الاعیان وهو جواب مبنی
علی القیاس التمثیلی فحسب

اسقدر اوسکی مقدار کم نهین هے جیسا اس معترض کا
گمان هے بلکه وه زمانه اتنا هے که اسقدر کلام
کرنا اوس مین هو سکتا هے چنانچه قسم دوم
منقولات مین اسی رساله کی هم اوسکی
خبر تمکو دینگے اور جب دلیل عقلی اس
تکلم کثیر کی محال هونے پر قایم نهین هے
اب بنا اس شبهه کی محال عادی پر هوگی
اور وه بجاے خود ممکن هے حکیم
فلسفی اوس پر بنا کرکے کوئی شبهه نهین
کرسکتا رهے جهال عوام اونکا همارے
نزدیک کچهه اعتبار نهین هے اون کی
تو خصلت هی یهی هے که جو کچهه اونکی سمجهه
مین نهین آتا اوسکو محال کهه دیتے هین۔

دوسرا جواب

جب همنے محال عادی نه هونا
کلام کثیر کا زمانه قصیر مین ثابت کردیا
اب لایق هے که هم ایک مثال بهی
موجودات عالم مین ثابت کرین
اور یهه جواب قیاس تمثیلی پر مبنی هے

وهو واقعة اهل الملل وغيرهم ايضاً
مطبقون على نقلها وقد وقعت
بمحضر عام من الناس ولهذا بلغ
نقلها الى حد التواتر جيلاً بعد جيل
وهي ملحمة الطف وقتال سيدنا
الحسين عليه السلام واصحابه سلام
الله عليهم مع عسكر يزيد بامرة
عمر بن سعد وكان وقوعها من بعد
الزوال الى العصر وهي ساعات عديدة
لا تزيد على اربع ساعات والواقعات
مبلغها في الكثرة الى حد كان من يريد
ان يذكرها بتفاصيلها لا يمكن ذكرها
بعينها الا في ايام مع لياليها وقد صنفت
العلماء كتب المقاتل وهي شائعة
بكثرتها وهل يقدر احد من المنكرين

یہہ واقعہ ایسا مشہور ہے جسکو کہ پابندان
مذہب اور لامذہب سب اوس کی
روایت کرنے پر متفق ہین اور مجمع
عام ہزارون آدمیون کے واقع ہوا ہی
اسی وجہ سے سال درسال اس کی
نقل متواتر چلی آرہی ہے یہہ
وہی جنگ وجدل ہے جو ہمارے
سردار امام حسین علیہ السلام اور اونکی
اصحاب صلواۃ اللہ علیہم سے اور لشکر
یزید سے بامارت عمر بن سعد ہین ہوئی
ہے اور بعد زوال آفتاب سے عصر
کیوقت چند گھنٹون مین ختم ہوئی شاید
کہ چار گھنٹہ ہون اور کثرت اون کی
اسقدر ہے جو شخص اونکو بہ تفصیل بیان
کرنا چاہیے چند روز مین بھی ختم نہو گا علمانے
کتب مقاتل تصنیف کئے اور وہ بکثرت
شائع ہورہے ایسی کثرت اونکی ہر
اور ایسے اچھے عنوان سے اشاعت ہے
کیا کوئی منکر قادر ہے بنظر خوبی اشاعت

على ان ينكر او يشك فى وقوعها
حتى ان بعض العلماء كالدربندى
رحمه الله اضطر فاقر بان الله سبحانه
اطال ساعات النهار فى ذلك اليوم
كرامة لسيدنا الحسين عليه السلام
وانما اضطره نظراً الى مطابقة
المظروف الزمانى بالظرف الزمانى
وهو نظر فلسفي اما قوله باطالة
ساعات النهار فهو قول سديد
نذكر نظيره من القرآن انشاء الله
فنسألك ايها المورد ما تقول فى
وقوع تلك الواقعة وكيف
انطبق المظروف بالظرف
فاذن تساوت قضية التكلم فى
المعراج بقضية الملحمة ولله الحمد

کہ انکار کرے یا شک کرے واقعہ کربلا
کے وقوع سے تا اینکہ بعض علماء جیسے
کہ دربندی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب اسرار
الشہادت مین مضطر ہوکر اسکا اقرار کردیا
کہ روز عاشورہ کے گھنٹونکو خدا نے بڑہادیا
بنظر بزرگداشت امام حسین علیہ السلام کے
اور یہہ اضطرار محض بنظر وجوب مطابقت
ظرف کے مظروف سے ہے اور یہہ نظر
فلسفی ہے رہا اونکا قول کہ مقدار گھنٹہ
کے خدا نے بڑہادیا یہہ قول درست ہی
ہم اسکی نظیر قرآن مجید سے ایک اور
نبی کے قصہ مین لکھینگے انشاء اللہ المستعان
اب مین تجھسے پوچھتا ہون اے معترض
کیا کہتا ہے تو کربلا کے واقعہ مین اور
کیونکر ظرف اور مظروف مین مطابقت ہوئی
اور یہہ لڑائی فرداً فرداً اصحاب صلوات اللہ
علیہم کی اور ہزارون کا قتل کیسے
اس قلیل زمانہ مین ہوگیا اب تو قصہ تکلم
معراج اور قصہ قتال کربلا برابر ہوگئی

الجواب الثالث

ان الباری تعالی مجده لم یجر قانونا
عادیا الا واظهر قدرته علی اجراء
امر غیر عادی مخالفا لذلک القانون
اثباتا للقدرته حیث یقول وهو
بکل خلق علیم ثم لما کانت مسئلة
مطابقة الظرف بالمظروف مما یوجبه
العقل ومن هذا یثبت عجزه تعالی
من اظهار خلافه فلاجل ذلک
خلق لنا عالما یسمی بالرویا والمنام
فی حیوتنا الدنیویه هذه فکثیرا ما نری
فی المنام ونتکلم بکلام ونستدل ونحکی
امورا ان اراد ضبطها تحریرا او تقریرا
احد لا یقدر علی ضبطها الا فی
ازمنة کثیرة وزمان المنام اقل

تیسرا جواب

خدا نے برتر نے کوئی قانون عادی ایسا
نہین بنایا مگر اوسی کے ساتھہ ہے اپنی
قدرت نمائی بھی ایسی جاری کردی
ایک امر غیر عادی کی ایجاد سے جو کہ
مخالف یعنے نیچر شکن ہو چنانچہ وہ خود
فرماتا ہے کہ خدا ہر خلقت کا عالم ہے
پھر چونکہ مسئلہ مطابقت ظرف کا
مظروف سے ایسا تھا کہ عقل بشری
اوسکو واجب کرتی ہی اور اس سے
عاجز ہونا قادر مطلق کا ثابت ہوتا
تھا لہذا ایک خواب ہماری اسی زندگی
دنیوی مین پیدا کردیا کہ اکثر ہم بحالت
خواب اسقدر کرتے ہین اور اسقدر استدلال
اور ایسے ایسے حکایات ہم کرسکتے ہین
کہ اگر کوئی شخص اون سبکو تحریر خواہ
تقریر مین پورا ادا کرنے کا ارادہ کرے
زمانہ دراز مین آسکتا ہے اور
خواب ہذا کا زمانہ بہت قلیل ہوتا ہے

وقل من لم یر فی منامه رویا
بهذه الصفة وهذا نظیر ثان
للتکلم الکثیر فی زمان قلیل ثم لما
لم یدقق النظر بعض من غیر
المحصلین ووجد قلب المنامات
کثیرة الوجود فحمل معراج نبینا صلعم
علی انه کان من قبیل الرویا والمنام
ولا یخفی شناعة ظنه لما قدمنا
من الادلة والبراهین ولیت شعری
ان من یعتقد کونه سبحانه قادراً
علی ایجاد کل الممکنات فکیف
لا یومن بالمعراج الجسمانی علی هذه
الکیفیة الممکنة واما ما توهم
بعض المتعلمین ان الممکنة الخاصة لا یلازم المطلقة
العامة یعنی ما یکون ممکناً لا یجب ان یکون موجوداً

اور کمتر کوئی ایسا آدمی شخص ہے جسنے اپنی تمام
عمر مین ایسا خواب نہ دیکھا ہوا ور یہہ
دوسری نظیر ہے کلام کثیر کی زمانہ
قلیل مین واقع ہونے کی پھر چونکہ
بعض غیر محقق آدمی نے نظر
دقیق اس مسئلہ مین نہین کی اور ایسے
خواب کا زیادہ واقع ہونا اوسکو معلوم
ہوا ہمارے نبی کی معراج کو بھی اوس نے
از قسم خواب محمول کیا اور اس گمان
کی خرابی پوشیدہ نہین ہی بعد نظر
کرنے ہمارے گذشتہ دلایل پر اور مجھے کاش
معلوم ہوجائے کہ جو شخص خدا کو قادر ایجاد
جمیع ممکنات اعتقاد کرتا ہی کیسے وہ
معراج جسمانی پر باین صفت ایمان نہین لاتا
مگر یہہ جو توہم بعض طلباے علوم جدیدہ کو
ہے کہ ممکن خاصہ اور مطلقہ عامہ مین لزوم
نہین ہے مراد اوسکی یہہ ہے کہ جو چیز کہ
ممکن ہے ضرور نہین کہ بالفعل وہ
موجود ہی ہو یہہ مسئلہ منطقیہ ہے

والجواب هب انه ليس بينهما
ملازمة ولكن ليس بينهما تباين
ايضاً لصدقهما في اكثر المواد اعني
يوجد كثير من الاشياء الممكنة
بالفعل فكذا هذا وانما يثبت وجود
الممكن بالنقل او بالمشاهدة والنقل
المتواتر اخبرنا بوقوع المعراج بقي
بيان اقسام المنامات فحكمة الاشراق
كاملة لبيانها وينحصر المنام في
الطبعي والصناعي وهذا القسم
يوجده المرتاض على نفسه وايضاً
يوجده الفقير على غيره باعمال مخصوصة
ناشئة من اصول علم النفس و
قد ذكر بعض حكماء من اهل الفرانس
منامات طويلة بقيت الى سنين كثيرة

جواب اس توہم کا یہہ ہے کہ ہم نے مانا کہ
دونو قضایا مین ملازمت تو نہین ہے لیکن
ان مین تباین بھی تو نہین ہے اسلئے
کہ اکثر مواد مین دونو قضیے صادق آتے
ہین میری مراد یہہ ہے کہ اکثر ممکن
اشیاء کا وجود بالفعل ہو رہا ہے
اسی طرح معراج جسمانی ہے اور
ممکن کا وجود یا تو نقل اور روایت
سے ثابت ہوتا ہے یا رویت
اور مشاہدہ سے اور نقل متواتر ہمکو
خبر دے چکی ہے وقوع معراج
کی باقی رہا بیان خواب کی اقسام کا
اسکو حکمت اشراق بیان کرتی ہے
اور دو قسم مین خواب منحصر ہے
طبعی اور صناعی اور یہہ صناعی
یعنی مصنوعی خواب آدمی مرتاض
اپنے اوپر پیدا کر لیتا ہے اور اپنے غیر پر بھی
چند اعمال نفسانی سے جسکو مسمریزم
کہتے ہین بعض حکماء فرانس نے طولانی خواب لکھا ہے

وغرضهم انكار عظمة منام اصحاب
الكهف الذي يقول الله فيه
كانوا من اياتنا عجبا وعلى الجملة
فمن يرى شيئاً في منامه
ويحكيه فالعادة قد جرت في
حكايته انه يقول كاني رايت
كذا كذا يعني يشبه رويته
المنامية بالروية حالة اليقظة
والنبي صلى الله عليه واله وسلم
حكى وحدث ماراه في المعراج مثل ما راى
في اليقظة وهذا دليل اخر على عدم كونه
مناماً واما ما يروي الرازي والتفتازاني عن
عايشه انها قالت ما فقدنا
جسد النبي عن فراشه تلك الليلة
فهو مع كونه من الاحاد لاينتهض في مقاومة المتواترات

اور غرض ان لوگون کی انکار عظمت قصہ
اصحاب سے ہے جسکی نسبت خدا قرآن مین
فرماتا ہے اصحاب کہف اور رقیم ہمارے
عجیب آیات سے ہین اور
خلاصہ یہہ ہے کہ جو شخص کوئی
چیز اپنی خواب مین دیکھتا ہے اور اوس
خواب کی حکایت کرتا ہے عادت انسانی
بنظر اصول بلاغت اسی پر جاری ہے وہ کہتا
ہے گویا مینے ایسا ویسا دیکھا ہے مراد اوسکی یہ
ہوتی ہے کہ اپنے خواب کے رویت کو مشابہ
حالت بیداری کی رویت سے کرتا ہے
اور ہمارے نبی نے معراج مین جو کچھ دیکھا اوسکی
حکایت اوسی طور سے فرمائی ہے
جس طرح حالت بیداری کے مشاہدات
کو لوگ بیان کرتے ہین اور یہ دوسری دلیل
ہے کہ معراج خواب کی حالت مین نہ تھی لیکن
عائشہ سے یہ روایت جو کرتے ہین جیسے فخر الدین
رازی اور تفتازانی کہ جسد اطہر نبی کا اوس شب
فرش خواب سے جدا نہوا اول تو یہ خبر واحد متواتر کی

فهو واجب الطرح وان سلمنا
صحته فما السبب الداعي لها انها
لم تنم تمام الليل وكانت متفحصة
لفقد النبي عن فراشه هل كان النبي
اخبرها بمعراجه تلك الليلة فعسى
ان يكون عائشة قد نامت في وقت المعراج
فوجدت النبي على فراشه بعد اليقظة
مثل ما كان قبل نومها وعلى التنزل
فلكون عائشة ظانة السوء في اكثر الامور
بالنسبة الى نبينا يحتمل ان الله سبحانه
بعث ملكا من ملائكته مشابها في
الصورة لنبينا وهو الذي اضطجع
على فراشه مقام النبي كما شبه
لنبينا عيسى يوم صلبه وزعمت عائشة
انه هو النبي صلى الله عليه وآله هذا ما سنح لي والحمد لله

مقابل کب ہو سکتی ہے لہذا یہ خبر واجب الطرح
ساقط الاعتبار ہے اور اگر ہم اسکو صحیح بھی تسلیم
کرین پھر آخر کون سا سبب تھا عائشہ کو
تمام شب بیدار رہنے کا تھا کہ حضور کے
جسد اطہر کے فرش خواب سے
جدا ہونے کی رات بھر ڈرتی رہین
کیا ہمارے نبیؐ نے انکو خبر دی یعنی
آج ہماری معراج کی رات ہے لہذا
ہوسکتا ہے کہ معراج کے وقت عائشہ
سو گئی تھین اور جب بیدار ہوئین بستر
خواب پر ہمارے نبیؐ کو اوسیطرح پایا جسطرح
قبل سونے کے دیکھا تھا اور اس سے
بھی درگذر کر کے ہم کہتے ہین چونکہ عائشہ
کی بدگمانی حضرتؐ سے اکثر امور مین تھی محتمل
ہے کہ خدا نے ایک فرشتہ ہم صورت نبیؐ کو
حکم دیا ہو کہ وہی بستر خواب پر بجائے ہمارے
نبیؐ کے لیٹا ہو جیسا کہ جناب عیسیٰؑ کی سولی دینے
مین ایسا ہی واقعہ بنص قرآن ثابت
ہے اور عائشہ کو گمان حضرت کا ہو

وهذا كله من الاستدلال المبني
على قانون عادي لا يتوقف وقوعه
على اظهار معجزة او خرق عادة وان
فان اردت ان نذكر لك اقتدار الله
على اطالة ساعات الليل والنهار
وعدم الاحساس بها فاقرء قوله تعالى
حكاية عن بعض الانبياء وهذا قوله
فاماته الله مائة عام ثم بعثه قال كم
لبثت قال لبثت يوما او بعض يوم
قال بل لبثت مائة عام فانظر
الى طعامك وشرابك لم يتسنه
فانظر ايها الناظر ان المبعوث يظن
مائة عام كيوم او بعض يوم لعدم
تسنه طعامه وشرابه وبهذا
نستدل على ان تقص الحرارة وغيره

اور یہہ جو کچہہ استدلال کیا ہے قانون عادی
پر مبنی ہے اسکا واقع ہونا کسی معجزہ یا خرق
عادت پر موقوف نہین ہے ورنہ اگر تم
چاہو کہ ہم قدرت الہی گھنٹون کے بڑہانے
کو بھی بیان کرین اور یہہ بھی کہ اوسکا احساس
نہین ہوتا پس تم پڑہو قصہ نبی اللہ کا قرآن
مین خدا فرماتا ہے کہ سو برس تک
اونکو مردہ کرکے پھر زندہ کرکے اوٹھایا
اور کہا خدا نے کسقدر تم اس حالت مین
رہے ہو نبی نے عرض کی ایکدن خواہ اوس
سے بھی کچھ کم خدا نے فرمایا بلکہ تم سو
برس اسی حالت مین رہے دیکھو اپنے
کھانے پینے کی چیزون کی طرف کچھہ نہین
خراب ہوئی ہین اب دیکھو اے ناظرین کہ
وہ نبی سو برس کو ایک دن خیال کرتے ہین
خواہ اوس سے کم اسلئے کہ اشیاء خوردنی اور
نوشیدنی خراب نہین ہوئی ہین اور ویسی ہی تر و
تازہ رکھی ہین اور اسی حکایت سے ہم استدلال
کرتے ہین کہ حرارت وغیرہ کا سڑا دینا

وان كان عاديا في مدة قليلة لكن الله
سبحانه قادر على سلب اثرها فانتم
ايها الاخوان لستم من المفوضة
خذلهم الله بل انتم مومنون باقتدار الله
على كل الممكنات ومنها هذا التكلم
الذي نحن بصدد ذكره افما سمعتم ان
فلاسفة اليورپ قد اوجدوا شيئا
اذا لطخوا منه اللحم الطري فيرسلونه
من الهند الى بلادهم وهو طري لا ينتنه
فما يمنعنا ان نعتقد ان اجساد الشهداء
صلوات الله عليهم في الطف بقيت على
الرمضاء الى اربعين يوما وكذا رؤسهم
اديرت على الرماح من بلد الى بلد ولم
ولم تتعفن بل جعلها الله تعالى معطرة
اذا هبت الريح تفوح منها رائحة المسك والعنبر

اگرچہ عادت اسی پر جاری ہے کہ تھوڑی دیر
مین سڑ جاتا ہے مگر خدا ے پاک قادر ہے
کہ اس اثر کو آگ وغیرہ سے سلب کر دے
پھر تم تو اے برادران فرقہ مفوضہ بد عقیدہ
مین سے نہین ہو بلکہ تم سب کا ایمان یہی ہے
کہ خدا ہر شے ممکن پر قادر ہے اور یہہ
کلام معراج کا جسکے ذکر کے ہم درپے ہین
بھی اونہین ممکنات سے ہے کیا سبکو
گوش زد نہین ہوا ہے آج کل فلاسفہ
یورپ نے ایسی ایک دوا ایجاد کی ہے
جسکو گوشت تازہ پر لگا دینے سے دور
دراز ممالک مین گوشت کو روانہ
کرتے ہین وہ گوشت نہ سڑتا ہے نہ
خراب ہوتا ہے اب کیا چیز ہمکو منع کر سکتی
ہے اگر ہم اجساد شہدائے کربلا کی نسبت یہ
اعتقاد کرین کہ وہ لاشین زمین گرم پر
چالیس روز پڑی رہین اور سرہائے
شہدا نیزون پر دور دور پھرائے گئے اور
بدبو نہوئی بلکہ جب ہوا چلتی بوئے مشک اور عنبر آتی تھی

وكان هذا الامر العجيب بمرأى من
الالف الحضار ثم كيف تستحيل صدور
هذا الكلام من جسم نوراني لا يكون له
ظل في الارض وهل يساوي الظلام
من النور فاياكم واياكم ان تشكوا وترتابوا
في الامور المأثورة من قضية المعراج الجسماني

الشبهة الرابعة

يقول المورد ان المسلمين يعتقدون
بالنسبة الى الله تعالى انه لا يحويه مكان
فليس له مكان خاص يصل اليه
واصل ويتصف بانه مقرب من الله
وان كان عرش الله مستقره فقد
ثبت له مكان وبطل قولهم فكيف
يصح ما ورد في القرآن دنى فتدلى
فكان قاب قوسين او ادنى

اور یہہ امر عجیب سامنے ہزارون حضار
کے ہوا تھا پھر کیونکر محال سمجھا جاوے
اس کلام کثیر کا صادر ہونا اسی جسم نورانی
سے جسکا سایہ زمین پر نہین پڑتا تھا اور
کیا جسم ظلمانی خواص اور آثار مین جسم
نورانی کے برابر ہوسکتا ہے پس خبر دار
خبر دار اے برادران تم ہرگز شک
نہ کرو اور نہ انکار کرو اون واقعات سے
جو قضیہ معراج مین مروی ہورہے ہین۔

چوتھا شبہہ

معترض کہتا ہے کہ مسلمان خدا کو لامکانی کہتے
ہین یعنی اوسکا کوئی مکان خاص نہین ہے
جہان پہونچکر کوئی آدمی مقرب من اللہ
کہلاوے اور اگر عرش خدا کی جاے سکونت
ہے تو پھر خدا بھی صاحب مکان ہوگیا اور
مسلمان کا عقیدہ باطل ہوگیا اور جب خدا
لامکان ہے پھر قرآن مین جو وارد ہے کہ
رسولؐ کو معراج مین خدا سے دو کمان کا
بلکہ اس سے بھی کم کا فرق باقی رہا کیسے صحیح ہوگا

وايضاً انكان المراد من هذا الدنو
قرباً غير مكاني فهو حاصل لكل اشخاص
الانسان لقوله نحن اقرب اليه من
حبل الوريد هل هذا التقرب ازيد
كثيراً من قاب قوسين فما بالكم
تفتخرون من التقرب الذي حصل
لنبيكم في المعراج وهذا عند المورد
من اعظم الشبهات

والجواب

انه لما كان بناء تلك الشبهة على القرب
والبعد فيجب علينا اولاً بيان معنى القرب والبعد
فنقول ان القرب والبعد مع كونهما متضائفين
لا يختص احدهما بمقولة واحدة بل يعرض في المقولات
العشر مع مقولة الجوهر ايضا وضابطه ان تفرض شيئاً
له مبدأ ومنتهى وتنسب القريب والبعيد اليه

یہہ بھی دیکھو کہ اگر مراد قرب سے معراج [illegible]
غیر مکانی ہو وہ تو ہر ایک آدمی کو [illegible]
حاصل ہے خدا خود کہتا ہے کہ ہم آدمی سے
اوسکے رگ گردن سے بھی زیادہ نزدیک ہین
او یہہ تقرب تو دو کمان کے فاصلے سے بہت
زیادہ ہے اس تقرب سے جو تمھارے
نبی کو معراج مین حاصل ہوا تم کیون فخر کرتے
ہو اور یہہ شبہہ اس معترض کے نزدیک بڑا
بھاری شبہہ ہے

جواب

چونکہ بنا اس شبہہ کی قرب اور بعد کی تقریر
سے ہے لہذا پہلے ہم پر واجب ہے کہ قرب اور
بعد کے معنی بیان کرین ہم کہتے ہین کہ قرب
اور بعد اگرچہ دونو متضائف ہین مگر دونو
کسی ایک مقولہ مقولات عشر سے خاص
نہین ہے بلکہ مقولہ جوہر مین بھی بولا جاتا ہے
اور قاعدہ اوسکا یہہ ہے کہ ایک چیز کا مبدأ
اور منتہی فرض کرکے قریب اور بعید
کو اوسی سے نسبت دیتے ہین

ولان الباري تعالى ليس بجسم ولا جوهر
ولا عرض فلا يعد ولا يحد حقيقة
بل فرضا محضا لا مانع من الفرض ولا استحالة
فلكونه تعالى جامع الصفات كلها
لا بعنوان الصفة فان كل صفة تغاير
الموصوف وصفاته تعالى عين ذاته لكن
قضية التعليم والتعريف جرت عادتنا ان
نفرض لصفات الله سبحانه مبدأ ومنتهى
لقضاء اكثر الاوطار فنقول للصانع
من الصناعات انه يقرب في محاسنها
واتقانها الى المبدع تعالى وكذا نقول
في العلم والعظمة واعراض اخر ان
ذلك الرجل يقرب من الله سبحانه فيها
والروحانيات كالملائكة نقول انهم مقربون
من الله سبحانه من هذا الجهة

اور چونکہ باری تعالی نہ جسم ہے نہ عرض
نہیں پس وہ شمار مین آسکتا ہے اور نہ اوسکی
کوئی حد مقرر ہو سکتی ہے بلکہ جو کچھ
اوسکی نسبت کہا جاتا ہے محض فرضی طور سے
اور فرض اور تعلقہ کا محال نہین نہ کوئی مانع
ہے پس بسبب ہونے خدا کے جامع کل صفات
کا نہ بطور صفت کے اس لئے کہ ہر ایک
صفت مغایر موصوف کے ہے اور خدا
کی صفات اوسکی عین ذات ہین مگر
طریقہ تعلیم اور تفہیم کا ہم لوگون مین بھی
جاری ہے کہ صفات الہی کے لئے بھی ایک
مبدا اور ایک منتہی فرض کر لیتے ہین
کہ اکثر حاجت براری تعلیم اور
تفہیم مین اسی سے ہو جاتی ہے کبھی ہم
کسی صناع کامل کو کہدیتے ہین کہ یہ اپنی
صناعت مین قریب صنعت
الہی سے ہے اسی طرح علم
وغیرہ مین اور روحانیات جیسے ملائکہ
انکو ہم مقرب الہی اسی جہت سے کہتے ہین

ولما اثبتنا ان التقرب يحصل
من وجوه شتى ولا ينحصر في القرب
المكاني فكون العبد مقربا الى الله
سبحانه ايضا ممكن وقوعه من اي غرض
لايمتنع وقوعه نظرا الى تنزيه الله
سبحانه عن الاعراض الجسمانية هذا
اما ايراد المورد بكون عرش الله سبحانه
هو مستقر مخصوص له فهو
وهم محض لان الله سبحانه
اضاف الى نفسه كثيرا من
مخلوقاته مثل بيت الله عرش الله روح
الله يد الله كليم الله وغيرها وهذه الاضافة
ليست بيانية مثل خاتم فضة ليكون المضاف
عين المضاف اليه او جزئه بل الاضافة بمعنى اللام يعطي
معنى التخصيص في التمليك والاقتدار مثل غلام زيد

اور جب کہ ہم نے ثابت کر دیا کہ قرب
چند طرح سے حاصل ہوتا ہے اور قرب
مکانی میں منحصر نہیں ہے پس کسی بندہ کا
مقرب بارگاہ الٰہی ہونا بھی ممکن ہے
جس طرح کہ بنظر تنزیہ الٰہی کے اغراض
جسمانیہ سے ممتنع ہو تو ہونا اب یہ
اعتراض کہ عرش خدا کے ٹھہرنے کی
خاص جگہ ہے یہ محض وہم غلط ہے
اسلئے کہ خدا نے اپنی طرف اکثر
مخلوقات کو مضاف کیا ہے جیسے
خانہ خدا کعبہ، عرش خدا، روح خدا دست خدا
کلیم اللہ وغیرہ اور یہ اضافت بیانی بمعنی من کے
نہیں ہے جیسے کہ خاتم فضۃ میں ہے
کہ مضاف عین ہو یا جزء ہو مضاف الیہ
کا بلکہ اضافت بمعنی لام ہے جو
تملیک اور اقتدار کا فائدہ دیتی ہے
جیسے غلام زید کی اضافت
اور تخصیص اس کا مفہوم ہے
اور تخصیص کے اقسام بھی بہت سے ہیں

و[illegible]
[illegible] عظيم في المخلوقات لا يساويه [illegible]
مضافا الى [illegible] الى الله [illegible]
لا يصل الى الامر [illegible]
هذا النوع فلان العرش المخلوقات
الى الله في عظمته [illegible] اكثر امور
فيه لا يضاهيه عرش اخر لهذا صح
ان يضاف الى الله سبحانه وكذلك
ما ورد في الحديث قلوب المؤمنين
عرش الله لان القلب في مخلوقاته
ايضا مما يبهت العقول في صفته
وهو مستقر لعجائب قدرة الله سبحانه
فالقرب المراد من قلوب المؤمنين
هو غير المراد من العرش السماوي ثم وصول
نبينا الى العرش في ليلة المعراج هو قرب اخ

[illegible] کہ کوئی امر عظیم
مخلوقات مین ایسا ہو جسکی وجہ سے اوس کا
[illegible] ہونا خاص کیا گیا یعنی اوس کو
نسبت خدا کی طرف دیگئی وہ ایسا امر ہو
[illegible] مین پایا جائے جو اس قسم کی
[illegible] پھر چونکہ عرش خدا کی طرف مضاف
[illegible] اپنی عظمت مین اور اکثر امور مخصوصہ
مین ایسا ہے کہ اور کوئی عرش و تخت
اوسکے مثل نہین ہے لہذا اوسکی اضافت
خدا کی طرف صحیح ہوئی اسی طرح جو حدیث
مین وارد ہے کہ مومنین کے دل عرش الٰہی
ہین اسلئے کہ دل بھی مخلوقات الٰہی مین ایسی
چیز ہے جسکی صفت عجیب مین ہماری عقلین حیران
ہین اور وہ دل عجائب قدرت خدا کی ظہور
کی جگہہ ہے پس جو قرب کہ قلوب مومنین سے
مراد ہے وہ اور ہے اور جو قرب عرش آسمانی
سے مراد ہے وہ اور ہے پھر
ہمارے نبی کا شب معراج عرش
پر پہونچنا یہہ اور ہی قرب ہے

وهذا القرب هو الذي بينه الله
سبحانه في اخر الاية وهو قوله فاوحى
الى عبده ما اوحى وهذا التعميم يعني بينا
الى ان الله سبحانه اوحى الى نبينا كلما
كان لابد له في امر نبوته من يومه هذا
الى اليوم الاخر بعد الحشر والنشر من
الشفاعة الكبرى وغيرها فلما ان
السلطان الدنيوي من ينصبه بخلافته
فيجب عليه ان يعاين بعينه كل شئ هو
تحت امرته ليدبر في نظمه ونسقه
كذلك نبينا اراه الله كلما يمضي عليه
امره في الدنيا والاخرة ليكون النبي صلعم
في الامور كلها على بصيرة تامة
وان كان علمه الباطني كافيا في ذلك
لكن لما اراه بعينه ايضا فقد تم له علمان

اور یہ قرب وہی ہے جسکو خدا نے اسی آیت کے
آخر مین بیان فرمایا ہے کہ پس وحی کروی
خدا نے اپنے بندہ (محمد) کیطرف جو کچھ وحی
کرنیکے لائق تھا اس تعمیم وحی سے
یہ مراد ہوگی کہ جسقدر آپکے لئے جو کچھ
ضروری امر نبوت مین تھا آج کے روز
سے حشر تک مع شفاعت کبری سب کو بطور
وحی خدا نے ہمارے نبی کو معلوم کرایا پھر
پادشاہ دنیوی جب اپنا نائب کسی کو مقرر
کرتا ہے اوس نائب پر واجب ہوتا ہے
کہ اپنی آنکھ سے ہر ایک چیز اپنی زیر حکومت
کو دیکھ لے اسیطرح ہمارے نبی کو خدا نے
کل چیزین جن پر آپکی حکومت خدا نے دی اور
دکھلا دین تاکہ ہمارے نبی کو جملہ امور مفوضہ مین
پوری بصیرت رہے اگرچہ آپکا علم باطنی بھی کافی
تھا مگر جب چشم ظاہری سے
بھی سبکو حضور نے دیکھ لیا
اب تو آپ کو دونون طرف سے
معرفت ظاہری اور باطنی امور مفوضہ پر ہوگئی

ومن ثم نرى ان ائمتنا سلام الله
عليهم يخبرون من الامور الفلكية
وتصدق اقوالهم مشاهدات جديدة
بتوسط الات جديدة بحيث لم يخبر عنها
انبياء اخر وارى سيدنا الحسين عليه
السلام اصحابه واعزته عليهم السلام
ليلة العاشر من المحرم مقاماتهم في الجنة
تصديقا لان جده ما اخبر عنه فهو حق
لاريب فيه ولا مرية صلوا على محمد وآله
فكما ان فعله هذا يصدق روية جده
كذلك يثبت وجود الجنة والنار فمن
آمن بنبوة نبينا كيف ينكر من
وجودهما بعد ما ذكرناه او يشك انما
الانكار او الشك فيه لعدم كونه
مومنا موقنا بقلبه ونعوذ بالله منه

اسی جگہہ سے تم دیکھتے ہو کہ ہمارے ائمہ علیہم
السلام موجودات آسمانی کی کیسی کیسی خبرین
دے رہے ہین اب اونکے ارشاد کی تصدیق
آلات جدیدہ کے مشاہدات سے ہو رہی
ہو ایسے حالات آسمانی انبیائے گذشتہ
مین سے کسی نے نہین بیان فرمائے اور ہمارے
امام حسینؑ نے شب عاشورہ اپنے
اصحاب اور اعزہ کو اونکے مقامات
بہشت کے دکھلادے بغرض تصدیق
اسبات کے کہ جو کچھ اونکے نانا نے بچشم خود
شب معراج مین دیکھا ہے وہ سب صحیح ہے
اوس مین کچھ شک اور شبہہ نہین ہے
درود پڑھو محمد اور آل محمد پر پھر جسطرح سے
یہ فعل امام حسینؑ کا اپنے نانا کے رویت
بہشت اور دوزخ کی تصدیق کرتا ہے اوسی
طرح وجود بہشت اور دوزخ کی بھی تصدیق
کرتا ہے پس جو سچا مومن ہی بعد علم ایسی امور کے
کیسے اوس کو انکار یا شک ہو سکتا ہے
شک تو بے یقین کو ہوگا پناہ بخدا

وليت شعري ان المورد كيف يورد
شكوكه على قرب الله باى معنى كان
وان الاسلام بل الاديان كلها ليس
فيها غرض اخر غير القرب والقربة
فى النية فكل عمل سائغ مشروط بها
ولا يصح عمل عامل لوجه الله
الا ان ينوى القربة والسر فى ذلك
ان الممكن يستحيل ان يكون واجبا
نعم يمكن ان يحصل له قربة
من الواجب تعالى وهى من الكليات المشككة
تزيد وتنقص فالاقرب قربة من الله
هو الذى يبلغ الى اقصى مدارج القربة
وهذا هو المراد من قوله تعالى قاب قوسين
او ادنى لان او فى الاية بمعنى بل لاستحالة
الشك فى علم الله سبحانه

اور شاید مجھے معلوم ہوجائے کہ یہ حقیر اپنے
شکوک وارد کرتا ہے قرب الٰہی پر کس
طرح کا قرب ہے کیون نہ ہو حالانکہ اسلام
بلکہ جملہ مذہبون کی سواے قرب اور
قربت الٰہی کے اور کوئی غرض ہی نہین اور نیت قربت
ہر ایک عمل جائز مین شرط ہے اور کوئی عمل جو
خوشنودی کی نظر سے کیا جاے بدون نیت قربت
کی صحیح نہین ہے اور راز اس مین یہ ہے کہ
ممکن کا واجب الوجود ہونا تو محال ہے
ہان ممکن کو قرب واجب سے ہونا یہ ہوسکتا
ہے اور قرب اور قربت کلیات مشککہ سے
ہے اس مین کمی بیشی ہوتی ہے
اقرب الی اللہ وہی شخص ہے جو نہایت
درجہ قرب پر پہونچا ہو اور یہی مراد ہے
قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی سے
یعنی دو کمان سے زیادہ قرب ہوا
اسلئے کہ لفظ اَوْ بمعنی بل کے ہے جو ترقی
پر دلالت کرتا ہے اسلئے کہ شک تو علم الٰہی
مین محال ہے لہذا اوس سے یہی معنی مطلوب ہین

فصح يحق بذا ان نقول ان نبينا صلى الله
عليه واله وسلم قرب من الله فى العلم
ايضا لانه راى فى المعراج اياته الكبرى
فصح له ان يقول لى مع الله وقت
لا يسعنى فيه ملك مقرب ولا نبى مرسل
وهذا غاية ما نقوله فى القرب والحمد لله

الشبهة الخامسة

ولان المسلمين يقولون بروحانية
نبيهم يعنون انه كان روحا محضا
بلباس الجسمانية وقد لقى فى معراجه
ارواح الانبياء والملائكة وهم الروحانيون
فيحق بالمعراج ايضا كونه روحانيا لا
جسمانيا لئلا يرد عليه شبهة
من الشبهات ولا يتردد فى
وقوعه احد من المسلمين ايضا

اب اسوقت ہمکو سزاوار ہے یہ کہنا کہ
ہمارے نبی صلعم کو قرب الٰہی علم کے حاصل ہونے
سے بھی ہوا اس لئے کہ حضور نے معراج
مین بڑی بڑی نشانیان قدرت الٰہی کی دیکھین
اسیوجہ سے آپ کا یہ قول صحیح ہوا کہ میرے لئے
خدا کے ساتھ ایک ایسا وقت ہے جسمین
نہ کوئی فرشتہ مقرب نہ کوئی نبی مرسل باریاب
ہو سکتا ہے اور یہ آخری بات ہے جو ہمنے
قرب الٰہی کے بارہ مین کہی ہے۔

پانچوان شبہہ

چونکہ اہل اسلام اپنے نبی کے روحانیت کے
قائل ہین مراد اونکی یہ ہے کہ نبی روح محض
لباس جسم مین تھے اور معراج مین ملاقات بھی
روحانیین سے کی یعنی ارواح انبیا اور ملائکہ سے
لہذا معراج کا روحانی ہونا بھی ٹھیک ہے تاکہ
اوس پر کوئی شبہہ وارد نہو اور نہ اوسکے
واقع ہونے مین کسیکو شک ہوتا
اینکہ بعض اہل اسلام کو
بھی جسمانی ہونے سے شک ہوگیا

كما يظهر من مطالعة كتبهم وتشاجرهم
في ذلك حتى انهم وان كانوا يؤمنون
بالعقائد الاسلامية لكن انكارهم
عن المعراج الجسماني قد اخرجهم
عن دائرة الاسلام وحكم عليهم بكفرهم
فلا ندري اي مزية في كون المعراج
جسمانيا ليكون منكره منكرا للدين
كله واي امر احق لاثبات نورانية
نبيهم من المعراج الروحاني

والجواب

ان تلك الشبهة لا يليق عرضها
لمن يكون منكر النبوة نبينا لان
المعراج الروحاني ايضا يثبت كونه
نبيا فاذا فرض ان تلك الشبهة انما
يورده منكر الاسلام ومنكر النبوة

چنانچہ انکی کتب کے پڑھنے سے ظاہر
ہوتا ہے کہ آپسمین خود ہی معراج جسمانی کے
ہونیمین لڑ بھڑ رہے ہین تا آنکہ جو لوگ تمام
عقائد اسلامیہ کے معتقد ہین جسمانی
معراج کے فقط انکار سے انپر کفر کا حکم
دیا گیا اور دائرہ اسلام سے خارج کردئے
گئے ہم کو نہین معلوم کہ آخر اس مسئلہ
معراج جسمانی کو کونسی فضیلت ہے جس کے
انکار سے آدمی دین اسلام سے خارج ہوجاتا
ہے اور پھر اثبات نورانیت نبی کا اور کونسا
واقعہ معراج روحانی نورانی سے بڑھکر ہو سکتا ہے

جواب

یہی شبہہ لائق نہین کہ ہمارے نبی
کی نبوت کے منکر کو عارض ہو اس لیے کہ
اگر معراج روحانی ہوئی تو اس سے
بھی تو نبوت ہمارے نبی کی ثابت
ہوگی پھر اگر اس شبہہ کا
وارد کرنے والا وہی منکر اسلام اور
منکر نبوت ہمارے نبی کا ہے بالفرض

جوابه اولاً انا نسلم ان المعراج کان روحانیا کما انت تقوله وعلیک ان تؤمن بدین الاسلام وبما اخبر به نبینا فی قضیة المعراج لان الاقرار بوقوع المعراج وانکار الواقعات التی مرویة فیها کیف یسوغ بل لا یصح وان کان مراد المورد الزام المسلمین فقط فیجب علیه ان یبین ماوجه الالزام فی اعتقاد کون المعراج جسمانیا عقلا وهل فی وقوع المعراج للجسمانی نقیصة تصل الی الاسلام وعلیه ان یبین ذلک اما سواله بمزیة المعراج الجسمانی فنقول فی جوابه ان الانبیاء واوصیاهم علیهم السلام مع کونهم روحانیین ونورانیین لکن خیرة الله سبحانه

اوس کا جواب پہلے تو یہی ہے کہ اچھا ہم معراج کو روحانی تسلیم کرتے ہین جیسا تم کہتے ہو اب تم پر واجب ہے کہ دین اسلام کو قبول کرو اور جو خبر ہمارے نبی نے قضیہ معراج مین دی ہے سب کو مانو اسلیے کہ معراج کا اقرار کرنا اور جو واقعات اوس مین ہوئے اون کا انکار یہ کیسے درست ہو سکتا ہے بلکہ ہرگز صحیح نہین اور اگر مراد معترض کی فقط الزام دہی اہل اسلام کی ہے تو اوسپر واجب ہے کہ وجہ الزام کے بیان کرے کہ معراج جسمانی کے ہونے سے اسلام پر یہ الزام براہ عقل معتقد قائم ہوتا ہے لیکن اوس کا یہ سوال کہ معراج جسمانی مین کونسی فضیلت ہے اوسکے جواب مین ہم یہ کہتے ہین کہ انبیا اور اونکے وصی باوجودیکہ سب روحانی اور نورانی تھے سے بارہ امام مرتبہ مین ایک نور ہین مگر خدا کا اختیار کرنا

فی کونهم کانما هی لاستیناس
الامة بکونهم من نوعها ان الله سبحانه
قال ولو جعلناه ملکا لجعلناه رجلا
اذا کانوا من ابناء جنسنا فکلما فوض
الیهم من امر الهدایة کان من فعالنا
الظاهریة حتے انهم مع کونهم عالمین
بخبایا الامور واسرارها یسلکون
فی فصل القضایا کما نسلک نحن
فیحتاجون الی اداء شهادة الشهود
ولا یحکمون بحسب علمهم الخاص الا
فی بعض القضایا بالضرورة لمجیئة الیه
والمعراج ایضا من الامور المتعلقة
بالنبوة بل اذا تاملنا حق التامل
لا نجد امرا اهم منه لقوله تعالی فاوحی
الی عبده ما اوحی یعنی اوحی الیه کل الامور

اونکے نبی اور نائب نبی ہونیکا اسکی
وجہ یہی ہے کہ بوجہ ہم جنس ہونیکے
انس اور محبت پیدا ہو اور وحشت نہو تا
اینکہ خدا فرماتا ہے کہ اگر ہم رسول کو
فرشتہ مقرر کرتے تب بھی اوسکو مرد از قسم
انسان بنا کر بھیجتے پھر سب پیغمبر گوارا
ہمارے ہم جنس تھے لہذا جو کام ہدایت کا
انکو سپرد ہوا وہ بھی مثل ہمارے افعال
ظاہری کے تہا تا اینکہ باوجود اونکے
عالم ہونے پوشیدہ امور اور
اسرار کے گروہ حضرات
فیصلہ مقدمات مین بظاہر محتاج گواہی
گواہان کے مثل ہمارے تھے اور اپنے
علم خاص پر بنا کر کے کوئی فیصلہ نہین
کرتے تھے مگر کسی مقدمہ خاص مین بنظر ضرورت
کے اور معراج بھی امور متعلقہ نبوت سے ہے
بلکہ اگر ہم تامل کرین اس سے زیادہ کوئی امر
متعلق نبوت سے نہ پائین گے خدا لکھتا ہے
ہر ایک امر کی وحی معراج مین نبی پر کردی

وأراه آياته الكبرى كما أخبر به
نبينا بعد وقعة المعراج ثم لما كان
الغرض من إجراء الشرائع بعد المعرفة
عبادة الله تعالى واتيان امور فيه
رضاه والتحرز عن امور سخطه واثباته
الجزاء والعقاب والدخول في امكنة
معدة لذلك من الجنة والنار
وغيرهما وهي موجودة في الملأ الأعلى
مست الحاجة إلى ان يرانا نبينا
فيبين لنا من سعتها وانهارها
واشجارها وفواكهها وسررها
والبستها وما زينت منها كي
يحكي لنا ويزداد غرامنا وولهنا
لأن أكثر العباد إنما يعبدون الله
سبحانه طمعا في ما يشتهون من اللذائذ

اور بڑی بڑی نشانیان قدرت کی آپ کو
دکھلا دین جیسا کہ اونکی خبر ہمارے نبی
نے دی ہے بعد واقعہ معراج کے پھر
چونکہ غرض شریعت کی جاری کرنے
سے بعد خداشناسی کے بجا آوری
اون امور کے ہے جن مین خوشنودی
خدا کی ہے اور بچنا اُن اُمور سے
جن سے خدا ناراض ہوتا ہے اور اس سے
غرض جزا اور سزای اعمال ہے
اور داخل ہونا اون مکانات مین دوزخ
اور بہشت کی جو اسی غرض سے ملاء اعلے
مین موجود ہین لہذا اسکی بھی حاجت ہوئی
کہ اون سب کو ہمارے نبی بچشم خود دیکھ بھی لین
تاکہ اونکی وسعت اور نہرین اور درخت اور میوہ جات
اور تخت اور لباس اور فرش فروش اور آرائش کی
چیزین سب دیکھکر ہم سے انکو بیان کرین کہ ہمارا شوق
بڑہے اسلئے کہ اکثر لوگ عبادت الٰہی اسی طمع سے
کرتے ہین کہ امور لذیذہ اونکو اجر مین عبادت کے
ملین یہی اون کی غرض ہوتی ہے

واکثر من یترك المعاصی خوفاً من
العقاب وایضاً فان الانسان
حریص بالطبع علی انه یعلم کیف
یکون عاقبته والی این مسیرہ بعد موته
ولا یرضی بان یکون جاهلاً بما
یؤول الیه امرہ وقد کان بینه الله
فی کتبه المنزلة علی الانبیاء وفی
القران فلما راٰها نبینا صلی الله علیه
واله ثم اخبرنا بهذه الامور کلها علمنا
ان علم النبیؐ هو بالمشاهدة القطعیة
لیس من الاوهام والاحلام ولا من
العلوم المختصة بالروحانیین وازداد ایقاننا
بما جاء به الانبیاء وایضاً نبینا سلام الله
علیهم وای مزیة ازید من هذا
حتی نبین لك ایها المورد

اور اکثر جو لوگ گناہون کو ترک کرتے
ہین خوف عذاب سے کرتے ہین یہ بھی ہے کہ آدمی
کی حرص طبعی ایسی ہے کہ اُس کو
معلوم ہو جائے کہ بعد اس حیات چند روزہ
کی پھر اس کا کیا حال ہوگا اور کہان
جائیگا اور ہرگز ایسے جاہل رہنا پسند
نہین کرتا ہے کہ انجام اس کا کیا ہوگا
اور ان سب امور کو خدا نے آسمانی کتب مین
جو انبیا پر نازل ہوئی تھین اور نیز قرآن
پاک مین بیان فرمایا تھا - پھر جب
ہمارے نبی نے اون سب اشیا کو دیکھا
اور جو جو مقامات جزا اور سزا پانے کے ہین
سب آپکے پیش نظر ہوگئے اور ہمکو اونکی خبر دی
کہ مین دیکھ آیا ہون اون سب چیزونکو جنکی
خبر خدا نے دی ہے سب صحیح اور درست ہے
اب ہمکو معلوم ہوا کہ یہ خبر دہی آپکی بذریعہ علم
روحانی کے نہین ہے لہذا ہمارا
یقین جملہ انبیا کی خبر دہی پر بڑھگیا
اب اس سے زیادہ کیا مرتبہ ہے جسکو ہم بیان کرین

ثم لما كان وقوع المعراج الجسماني
ضروريا هكذا والعقل والنقل
يعطيان وجوبه وانه ليس امر اهم
منه من الامور المتعلقة بالنبوة
فمن ينكره او يشك في كونه جسمانيا
فكانه ينكره او يرتاب في اهم امور
الاسلام فليت لا يحكم عليه بانه
خارج عن دين الاسلام اما العقل
فقد علمناك واما النقل فليس في امر
من امور الاسلام امر قد روي فيه ازيد
من الف روايات عدا ما ورد في القران فمنكر
ذلك مكذب للقران والاحاديث ومكذب
للنبي فهو كيف يكون مسلما ان انكر بعد علمه
بما ذكرناه وان لم يكن عالما فعليه ان
يتعلم امكالا لدينه والله هو الهادي

پھر چونکہ معراج جسمانی کا واقع ہونا ایسا
ضروری تھا اور عقل اور نقل دونو اسکے
وجوب کو ضروری ثابت کرتے ہین اور یہ
بھی کہ امور متعلقہ اسلام سے اور نبوت سے
کوئی امر اہم اس سے زیادہ نہین ہی پس
جو شخص اس کا منکر ہو یا شک کری گویا اس نے
اہم امر سے انکار کیا یا شکی ہوا پھر کیسے
اوس پر خروج دین اسلام کا حکم نکیا جائے
عقلی ضرورت تو ہم اوپر لکھ چکے اور نقل کا
یہ حال ہے کہ ہزار روایت سے زائد
علاوہ آیات قرآن کے اس واقعہ کو
ثابت کرتے ہین لہذا اس کا منکر قرآن اور
حدیث کا منکر ہے ہمارے نبی کے بھی سچائی
کو نہین مانتا ہے پھر کیسے وہ مسلمان رہ سکتا ہے
اگر جان بوجھکر انکار خواہ شک کرتا ہو مراد
یہ ہے کہ ضروری دین کا منکر بھی کافر ہے
جو اوسکو ضروری بھی سمجھے اور پھر انکار کری
اور اگر اوس کو ایسا علم نہین ہی واجب ہے
اپنی دین کے تکمیل کی غرض سے پیدا علم ہو

الشبهة السادسة

ان المعراج الجسمانی لایخلو اما ان
یکون من لوازم النبوة مطلقا فیجب
ان یشرف به کل الانبیاء ولم یشرفوا
به کما هو قولکم او ان یکون من لوازم
ختم النبوة فبینوا لنا باوضح البیان وبرهنوا
علیه بالدلیل والبرهان

والجواب

انا نختار اولا انه من لوازم النبوة
مطلقا لکن اللزوم قد تکون ذاتیا وقد
تکون عرضیا فیختلف اعراضه ووقائعه
باختلاف معروضاته ویصدق دعوانا
عروج ادریس علیه السلام کما یقوله
سبحانه ورفعناه مکانا علیا وعروج موسی حتی
ورد انه عرج الی مکان یسمع منه صریر القلم الذی

چھٹا شبہہ

جسمانی معراج یا تو لوازم ہر ایک نبی کے
نبوت سے ہی پھر تو لازم تھا کہ ہر ایک
نبی کو یہ شرف حاصل ہوتا اور تم اسکے
قائل نہین ہو۔ اور اگر اوسی نبوت سے
مخصوص تھا تو اسکی دلیل برہانی واضح
طور سے بیان کرو۔

جواب

ہم پہلے تو یہی اختیار کرتے ہین کہ یہہ
ہر ایک نبی کے نبوت سی لائق تھا اور لازم تھا
مگر لزوم کی دو قسمین ہین ایک تو لزوم ذاتی
کہ جو نبی ہو سب کو بہ سبب نبوت کی معراج ہو
دوسرا لزوم عرض اور ایسے لازم کا ہونا نہونا
اختلاف معروض سے ہوتا ہے ہمارے اس
دعوی کی تصدیق جناب ادریس کے عروج سے
ہوتی ہے جنکو خدای تعالی نے بلندی پر اوٹھا لیا
اور جناب موسی اس قدر بلندی پر گئے
حدیث مین وارد ہے وہان تک پہنچے
جہان آواز اوس قلم کے سنتے تھے

یکتب علی اللوح المحفوظ رواہ فی التفسیر المسمی
بلوامع التنزیل وعروج عیسی الی السماء
الرابع لقولہ تعالی بل رفعہ اللہ الیہ
صلوا علیہم اجمعین وہولاء الکرام البررۃ
فی معارجہم ہذہ اسباب وعلل مختصۃ
ہی معروضات لتلک وبینہ فی
الروایات لا نطول الکلام بذکرہا
ونختار ثانیا ان ذلک المعراج الذی
تشرف بہ نبینا صلی اللہ علیہ والہ کان
مختصا بہ وبنبوتہ لکونہ خاتم النبیین
وبیان ذلک ان ارسال الرسل انما
ہو لہدایۃ الناس وتعلیمہم امورا
یلیق بکونہم عبادا مخلوقین فلہم
خالق ورب یحییہم ویمیتہم وینعم علیہم
انعاما ویکرمہم اکراما

جو لوح محفوظ پر لکھتا ہے اس روایت کو
تفسیر لوامع التنزیل مین لکھا ہے اور
جناب عیسی کا چوتھے آسمان پر چڑھنا
قرآن مجید مین ہے بلکہ خدا نے اونکو اپنی
طرف اوٹھا لیا سب پر درود خدا کا ہو
اور ان بزرگوارون کے خاص خاص
آسمان پر چڑھنے کے اسباب مخصوصہ ہین
وہی معروضات ان اعراض کے ہین اور
کتب مذہبی مین مفصل مذکور ہین ہم طول
کلام اونکے بیان سے نہین کرتے اور دوبارہ
ہم یہ اختیار کرتے ہین ہان ہمارے نبی
جس معراج سے مشرف ہوئے یہ معراج تو
خاص حضور ہی کا حصہ تہا اسلئے کہ آپ پر
نبوت ختم ہوئی ہے۔ اور اس کا بیان یہ ہے
کہ رسولون کا بہیجنا اوس سے غرض آلہی ہدایت
آدمیون کی اور اونکو سکہلانا اون امور کا
جو اونکے بندگان مخلوق ہونیکے لائق ہے
پس کوئی اون کا خالق اور رب ہے
اونکو مارتا اور جلاتا ہے اور انعام اکرام دیتا اور کرتا ہے

ويهبهم عقولا فيعملون بها ويجربون
اصولا بالتجارب فيرتقون الى مدارج
العلم كما ترى اليوم فان العلوم والفنون
كيف استكملت وتستكمل يوما بعد يوم
حتى ان الموجودات السماوية اكثرها
علمناها بتوسط الالات الجديدة التى
لم تتصل اليها عقول الفلاسفة الماضين
فالهادى الذى ياتى فى مثل تلك
الازمنة يجب ان يكون عريفا ماهرا
بكل ما يتحقق تدريجا وادق الاصول
ما ثبت فى العلوم الفلكية وهى التى
لم تكن معلومة فى الازمنة السابقة
اعنى ازمنة بعثة الانبياء السابقين
فلم تكن لهم حاجة مثل نبينا الى
عروج السماء وانكشاف حالاتها

اور انکو خدا ایسی عقل عطا کرے اور
تجربات ایسے کرین جنکے ذریعے
اعلی مدارج علم پر پہونچین جیسا کہ تم
آج کل دیکھ رہے ہو کہ علم اور فن کی کیسی
تکمیل ہوتی ہے اور روز بروز ہوتی ہی
جاتی ہے تا اینکہ آسمانی موجودات اکثر
اب ہمکو بذریعہ آلات جدیدہ کے معلوم ہوئے
کہ فلاسفہ گذشتہ کے عقول اون کے
حد تک نہین پہونچتی ہین۔ پس ایسے
زمانہ مین ایسے ہادی اور نبی کا آنا واجب
تھا جو ان سب معلومات جدیدہ کا عارف
ہو کہ جس قدر جدید باتین ہمکو رفتہ رفتہ
معلوم ہوتی جائین اور دقیق امور جنکو
سابق زمانہ مین کوئی نہ جانتا
تھا متعلق آسمانون کے پس انبیائے
سابقین کو ہمارے نبی کیطرح
آسمان پر جانے اور انکشاف
حالات کی ضرورت نہ تھی۔

ثم الانكشافات الجديدة ندعى
انها حصلت لنا بالرؤية البصرية
نشاهدها عيانا لا ندعى وجودها
قياسا او بطريق انكشاف النفس
فلذلك يجب ان يكون الهادى
ايضا يقول انى رأيت كلما نخبركم
بالعين الباصرة كما يروى عن نبينا
وهو الغرض من المعراج الجسمانى
اما تكميل الامور التمدنية والاخلاقية
وكلما هو ضرورى لحيوتنا الدنيوية
فهو ايضا بين لنا نبينا صلى الله عليه
واله واكمل اصوله كمالا لا مزيد عليه
لكن لا نتعرض بذكرها اذ لا يذكره المورد
بل الامر فى رسالتى هذه هو
اثبات وقوع المعراج الجسمانى

پھر چونکہ جدید انکشافات مین ہمارا دعوی
یہی ہے کہ یہ ہمکو چشم دید سے حاصل
ہوئے انکو ہم نظاہر بظاہر دیکھہ رہے
ہین انکی موجودگی کو محض قیاسی نہین
ملتے اور نہ انکشاف نفسانی سے
لہذا واجب تھا کہ ہمارا ہادی بھی ایسا ہی
دعوی فرمائے کہ تمسے کہتے ہی ان سب کو بچشم خود
دیکھا ہی چنانچہ یہی روایت ہمارے نبی سے
ہی اور یہی غرض اصل معراج جسمانی
کی تھی رہی تکمیل اخلاق اور امور تمدنی
کی اور اون امور کی جو ہماری حیات دنیوی
کیواسطے ضروری ہین انکی تکمیل بھی ہمارے
ہادی نے الہی فرمادی ہے اور ان کے
اصول کو ایسا کامل کردیا ہی کہ اوس سے
زیادہ کوئی نہین کرسکتا مگر ہم اون
اصول کا ذکر اس رسالہ مین نہین کرتے
اسلیئے کہ معترض اونکو نہین پوچھتا ہے
اسوقت تو ہونا معراج جسمانی کا جیسا کہ ہماری
روایت مین ہے اوس کا ثبوت درکار ہے

ومن العجائب العجيبة امر يجب ذكره
في هذا المقامات المعلومات الجديدة
في العلوم الفلكية انما حصلت للفلاسفة
بعد التسليم والاذعان بما بينه هداتنا
عليهم السلام مثلا وجود الاقمار ازيد
من اربعين سوى القمر المشاهد ووجود
ذوات الارواح في كل سيارة وغير
ذلك فان امثال هذه الامور لم يخبر
بها احد من الفلاسفة الماضين نعم
اخبر بها هداتنا سلام الله عليهم وبعد
تسليم اخبارهم والاذعان بما اخبروها
هاجت للفلاسفة هيجانا فاخذوا وتهيأوا
للتجربة فوجدوا كما اخبر به هداتنا
عليهم السلام وكذلك يكشف صدقهم يوما
فاذا كان ينبغي بهم ان يؤمنوا

ایک عجیب بات جس کا ذکر اس مقام پر واجب ہے
وہ یہ ہے کہ معلومات جدیدہ علوم فلکی مین جو ہیں
کہ فلاسفہ کو بعد تسلیم کرنے اقوال ہمارے
ہادیان برحق کے حاصل ہوئے اور بعد
اسکے کہ خبر دی ہمارے ہادیان برحق کی
اونھون نے یقین کر لیا مثلاً چالیس چاند سے
زیادہ سوا اس چاند کے ہوتا یا ہر ایک سیارے
مین آبادی جاندار مخلوقات کی ہونی
اور اسی قبیل اور بہت سی باتین
اسلئے کہ پچھلے فلاسفہ نے تو ایسے
امور کی خبر نہین دی تھی البتہ ہمارے
نبیؐ اور ائمہ نے ضرور خبر دی ہے پھر
بعد تسلیم کرنے اونکے ارشاد کے
اور بعد یقین کرنے اونکی خبر دہی
کہ جدید فلاسفہ مین ایک ہیجان پیدا
ہوا اور آمادہ ہوئے کہ تجربہ کرین چنانچہ
تجربہ کیا اور اون خبرونکو سچ پایا اور جس قدر
تجربات صحیحہ روزانہ کرینگے صحیح پائین گے
اب لائق بہ حال ان فلاسفہ کو یہی ہے کہ ایمان لائین

بنبوة نبينا صلى الله عليه واله وسلم ولا ايمانهم
من غيرهم لان انكشافاتهم مبنية على
توسط الآلات موضوعة على اصول المناظر
والمرأت وهداتنا صلوة الله عليهم انما
علموها بتعليم الهي لا يحتاج الى آلة من الآلات
فهو نبي حقا فمع كون الواقعة هكذا كيف
لا تقتضي العجب من ان هؤلاء الفلاسفة
اكثرهم انكارا وازيدهم شكا واسوءهم
ظنا بهداتنا صلوة الله عليهم لان
اكثر الشبهات هي التي تنسب اليهم
فيا غما فيا غما على ان تجاربهم مبنية
على توسط النظارة التي بناءها على اصول
علم المناظر وعلم المرأت وهي اصول
لا تستند الى برهان عقلي
بل انما بناءها على التجربة الظنية

نبوت پر ہمارے نبی کی پورا ایمان بہ نسبت اور
لوگون کے جو فلسفی نہین ہین اسلئے کہ جدید
فلاسفہ کے اصول جدیدہ فلکیہ وہ سب بذریعہ
آلات کے ظاہر ہوئے وہ آلات جو اصول
علم مناظر اور علم مرأۃ کے ہین اور ہمارے
ہادیان برحق نے اون اصول کو محض
تعلیم الٰہی سے جانا جو محتاج کسی آلہ کی
نہین ہے اور جسکا علم ایسا ہو اوس کے
سچے نبی ہونے مین کیا کلام ہے - پھر جب
واقعہ ایسا ہے کیسے ہمکو تعجب نہو یہی
فلاسفہ زیادہ منکر نبوت ہین اور انہین کو
شک زیادہ ہے اور بدگمانی انکی ہمارے
پیشواؤن سے بہت ہے اسلئے کہ اکثر شبہات
وہی ہین جو انکی طرف منسوب ہین افسوس!
صد افسوس - پھر یہ بھی دیکھو کہ انکے تجربات
کی بنا دوربین وغیرہ آلات پر ہے جو علم
مناظر اور علم مرأۃ سے بنتی ہے اور
ان دونون علم کے اصول کسی دلیل عقلی سے
نہین ثابت ہوئے بلکہ محض تجربہ ظنی پر

وهي في معرض خطر دائماً لتبدل الاحوال
وايضاً فان اصول علم المناظر والمرأت
برهانها في اصول علم الهندسة وهي
انما تصح اذا ثبت الاتصال في الاجسام
والتقريس ووجود المسامات في املس الاجسام
كالذهب و فلاطينا يبطل الاتصال فكيف
نعتقد صحة اصول علم المناظر على
ان علم المناظر نفسه يثبت خطايا
البصر في الابصار كما لا يخفى على من
طالع رسالة مناظر اقليدس وغيرها
وعلى الجملة فالمكاشفات
الجديدة لا يليق بها ان
نعتقدها صحيحة كما يليق
اعتقادنا بصحة ما اخبر به هداتنا صلوات
الله عليهم بعد تسليم كونهم معصومين عن الكذب

اور تجربہ ہمیشہ خطرناک ہے غلط ہونے مین
اس لئے کہ احوال کائنات ہمیشہ بدلتے
رہتے ہین (دیکھو اون علوم کو جنکی بنا محض
تجربے پر ہے) یہ بھی دیکھو کہ اصول علم
مناظر اور علم مرأۃ کی برہان مبتنی علم اصول
ہندسہ پر ہے اور اشکال ہندسی کی
صحت اتصال اجسام پر موقوف اور تقریس
اور مسامات کا ہونا نہایت چکنے اجسام
مین بھی جیسے سونا اور پلاٹن یہ اتصال
کو باطل کررہا ہے۔ پھر کیسے ہم اصول
علم مناظر کو صحیح مانین علاوہ
برین خود علم مناظر خطاء
بصری کو ثابت کرتا ہے دیکھو
کتاب مناظر اقلیدس
وغیرہ کو خلاصہ یہ ہے کہ
مکاشفات جدیدہ اسکے لائق نہین ہین کہ
ہم اونکی صحت کا اعتقاد کرین جیسا کہ ہم اپنے
ہادیان برحق کے فرمودہ کی صحت کا اعتقاد
کرنا اچھا سمجھتے ہین بہ سبب اونکے معصوم ہونیکے

وکانی قد خرجت عن موضوع البحث
وهو تخصیص المعراج الجسمانی لنبینا صلعم
فنرجع الیه ونقول قد مر منا بیان
تلک الخصوصیة بما سبق ونزید
علیه ان دین الاسلام یبقی الی بقاء
الدنیا لا یاتی نبی آخر صاحب شریعة
جدیدة فیحتاج فی اثبات کونه حقا
الی صدق مرجعه فی کل آن من ازمنة
متطاولة الی فناء الدنیا ولیس نبینا
صلعم حی الی ذلک الزمان الطویل
فیجب ان یبقی امور یثبت کونه
نبیا فی هذه الازمنة وقصة المعراج
وما شاهد رسول اللہ من اعظم
الشواهد واجلی المصدقات واعظم
الواقعات لذلک التصدیق

شاید ہمین اپنی موضوع بحث سے خارج
ہو گیا بحث تو یہی ہے کہ معراج جسمانی کو
خصوصیت ہمارے نبی سے کیا تھی لہذا
ہم پھر اوسی بحث کی طرف رجوع کرتے
ہین اور کہتے ہین کہ اس کا بیان تو
اوپر گذر چکا اب اوسپر زائد ہمکو
اسی قدر کہنا ہے کہ دین محمدیؐ تا بقاء دنیا
باقی رہیگا اور اب کوئی نبی جدید شریعت
لیکر نہ آئے گا لہذا اسلام اپنی مروج
کی سچائی کے ثبوت کا تا بقاء دنیا محتاج
ہے اور ہمارے نبی اتنے زمانہ تک زندہ نہین
ہین تب اونکی تصدیق نبوت کیو اسطے
چند امور ایسے ہمیشہ ہی درکار ہین اور قصہ
معراج جسمانی بوجہ اشتمال ایسے امور کے
جسکو ہمارے نبیؐ نے مشاہدہ کیا ہے ایسا
ہی بڑا شاہد ہے اور نہایت
واضح تر تصدیق کرنیوالا ہے
اور بہت ہی بڑا واقعہ ہے
جس سے ہمیشہ اثبات نبوت ہو رہا ہے

الشبهة السابعة

ان المسلمين احکم الدلائل عندهم واوثق مادل علیه القرآن وهو معیار عندهم لتصدیق الروایات وتکذیبها فما وافق کتاب الله فهو صحیح ومالم یوافق فهو غیر صحیح والقرآن انما دل علی کون المعراج من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی وصرح بانتهاء المسیر مبدأً ومنتهی قوله سبحان الذی اسری بعبده لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی فما زاد علیه یخالف صریحاً من الحد الذی عینه القرآن فکیف یکون عروج نبیکم الی السماء صحیحاً لکونه مخالفاً لنص القرآن وهو مسلم عندکم

ساتوان شبہہ

مسلمانون کے نزدیک مستحکم دلیل اور نہایت معتبر وہی بات ہے جو قرآن سے ثابت ہو اور روایات کی صحت اور غلطی کا یہی قاعدہ مقرر ہے کہ جو روایت قرآن سے مطابق ہے وہی اور جو مخالف ہے وہ غلط او قرآن سے تو معراج کا ثبوت فقط مسجد حرام سے مسجد اقصی تک پہلو نص سے ثابت ہوتا ہے اور یہی حد آخری نبی کے لیجانے کی ہے پھر اس سے زیادہ جو کہ بہشت آپ لوگون نے کی ہے صریح مخالف قرآن کے ہے پھر کیسے عروج آسمانی تمہارے ہی قول کے رو سے صحیح ہو سکتا ہے ایک نہین ہزارون روایات کیون نہون اسلئے کہ آسمانی معراج اوس حد بندی سے جو قرآن مین ہے ضرور زائد ہے اور قرآن کی حد بندی کے مخالف ہے

علی ان الاسراء من المسجد الحرام الی
المسجد الاقصی لیس فیہ مزید شرف
کالشرف الذی تدعونہ من العروج
الی السماء فکان حقا علی اللہ ان یذکرہ
حتما لان مسیر ھذا انما ھو مسیر اقصر
والمعراج السماوی مسیر الی العلو الاعلی
ومع ذلک لم یذکرہ اللہ تعالی وھذا
ایضا دلیل علی کون المعراج السماوی
غیر واقع کما ھو الظاھر۔

والجواب

ان القران والحدیث شیأن
بالضرورۃ فلا یخلو ما ذکر فیھما
من ثلاثۃ اوجہ بالحصر العقلی اما
ان یتحد او توافقا واما ان تخالفا
واما ان یذکر امر فی الحدیث

علاوہ یہ ہے کہ مسجد حرام سے مسجد
اقصیٰ تک لیجانے مین کچھ زیادہ شرف
اور بزرگی نہین ہے جیسے کہ آسمان کے
جانے مین اہل اسلام کہتے ہین لہذا
حق واجب خدا پر یہی تہا کہ اسکو ضرور
ذکر کرتا اسلیئے کہ یہ لیجانا رفتار
اقصر ہے یعنی ایک زمین سے دوسری
زمین پر اور یہ ہو سکتا ہے اور آسمانی
معراج یہ اوپر چڑھنے کی خلاف عادت
یعنی معجزہ ہے اور باوجود اسکے پھر خدا نے
اوسکو ذکر نکیا یہ بھی دلیل اسی کی ہے کہ تمہاری
گڑھی ہوئی بات ہے ہرگز یہ معراج واقع نہین ہوئی

جواب

قرآن اور حدیث ضرور دو چیزین ہین لہذا
جو کچھ دونو مین وارد ہو تین حال سے
خالی نہین ہے یا تو دونو مین یکسان وارد
ہو یا یہ کہ حدیث مخالف قرآن
کی ہو نفی اور اثبات مین یا
کہ حدیث مین ایک ایسی بات مذکور ہو

ولم يذكر في القرآن وظاهر ان المطابقة
والمخالفة انما هي في الصورتين
الاوليين فى اما الثالثة فليس فيها مطابقة
ولا مخالفة وما نحن فيه هي الثالثة اعني
فى سورة اسرائيل لم يذكر الله سبحانه تعالى
عروج نبينا الى السماء بل مسيره
مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ
الْاَقْصٰى ثم ذكر في
سورة النجم عروجه
الى السماء ورويته جنة الماوىٰ
واياته الكبرىٰ وجعل منتهى ذالك
المسير من قوله قاب قوسين
اَوْ اَدْنٰى لكن ما ذكره فى سورة النجم
لعدم وجود لفظ الاسراء
او العروج يحتمل ان يكون رويته

جو قرآن مین مذکور ہو اوسکا ہرچہ کہ مطابقت
اور مخالفت تو پہلی ہی دو صورتون مین
ہوسکتی ہے رہی تیسری صورت اس مین
نہ مطابقت ہے نہ مخالفت اور ہم جسپر
بحث کرتے ہین تیسری صورت ہے کہ
سورہ اسرائیل مین خدانے ہمارے نبی صلعم
کا آسمان پر جانا ارشاد نہین فرمایا
بلکہ آپکی سیر مکہ معظمہ سے مسجد اقصے
تک اور اسے لیجانیکی انتہائی
سیر مسجد اقصیٰ فرمائی ہے اور سورہ نجم
مین آپ کا آسمان پر جانا اور
بہشت کا اور آیات کبریٰ کا ملاحظہ
فرمانا سب کچھ ذکر فرمادیا اور
اس معراج کی حد دو کمان کی
مقبض یعنی جائے گرفت سے اوسکے
سرے تک مقرر فرمائی بلکہ اوس سے کم
مگر چونکہ سورہ نجم مین لفظ اسراء
یا عروج مذکور نہین ہے احتمال
اسکا ہوا کہ حضور کا دیکھنا حضرت جبرئیل کو ہو

ثانیاً بجبرئیل علیه السلام من ای
موضع اتفق مع ان قرائن عروجه
الی السماء فی تلك الایة ایضا
موجودة لما نذكرها لكن لما
ثبت فی اصول علم المناظرة
اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال
فالعلماء لم یتمسكوا بها بل تمسكوا
بالاجماع والحدیث لكونه نصا
علیه اذ لا فرق عندهم بینهما
لكون النبی لا ینطق عن الهوی ان
هو الا وحی یوحی ولو مخافة احداث
قول مخالف للعلماء لذكرت لك ان
ایات سورة النجم ناصة علی المعراج الجسمانی
فحسبك قولهم وما اطبقوا علیه ولكن لا
یشرح قلبی الا بذكر القرائن الثلث التی

حضرت جبرئیل علیہ السلام کو کسی جگہ سے
کیون نہو یہی مراد اس آیت سے ہے
باوجودیکہ قرینہ معراج آسمانی کی ان
آیات مین بھی موجود ہین چنانچہ
ہم ذکر کرین گے مگر چونکہ فن مناظرہ
مین یہ قاعدہ ثابت ہو چکا ہے
کہ جب احتمال کسی دلیل مین دوسرے
امر کا پیدا ہو پھر اوس دلیل سے
استدلال نکرنا چاہئے اسیوجہ سے
علمانے معراج جسمانی کے ہونے پر
حدیث صحیح اور اجماع سے تمسک فرمایا
اس لیئے کہ حدیث صحیح نص قطعی ہے
معراج آسمانی پر اور قرآن اور حدیث مین
کوئی فرق نہین ہے اسلئے کہ نبی بھی جو کچھ
فرمائینگے وہ بھی وحی الٰہی ہے اگر مجھے خوف
مخالفت قول علما نہوتا ضرور مین کہدیتا کہ سورۂ
نجم کی آیات بھی معراج جسمانی پر بطور نص کی ہین
اب ہمکو علما کا قول اور ان کا اجماع کافی ہے مگر میرا
دل بدون چند قرائن کے نہین مانتا ہے

القرينة الاولى ان الاسراء كان ليلا
والظلمة الليلية مانعة من رؤية
الاشياء القريبة فقاطعت بالشئ
الذي يكون في الافق الاعلى فهو لانه
سبحانه وتعالى قال ما زاغ البصر وما
طغى يدل على كمال ان الرؤية
البصرية انما كانت من مقام قريب
والمسجد الاقصى بعيد غاية البعد
فيكون نبينا صلى الله عليه واله
قريبا من سدرة المنتهى ورای
جبرئيل من هذا المقام عند سدرة المنتهى
والثانية الذي هو الدلي ليس من المسجد
الاقصى فهو انما المكان اخر وليس الا هو مكان
فيه سدرة المنتهى الثالثة رؤية الايات الكبرى
انما هي في المقام لا في المسجد الاقصى

پہلا قرینہ یہ ہے کہ اسراء [illegible] شب تھی
اور [illegible] مانع ہے
[illegible] اعلیٰ
[illegible] تھی
[illegible]
[illegible] تجاوز نہ
مسجد اقصی سدرۃ المنتہی سے [illegible] قدر
[illegible] قریب
[illegible] آپ نے
دیکھا۔ دوسرا قرینہ نزدیک ہونا مسجد
اقصیٰ سے تو مراد نہیں لے سکتے کہ وہاں تو آپ
پہونچے ہی تھے لہذا یہ قرب کسی اور جگہ کا ہے
تیسرا قرینہ آیات کبریٰ
کا دیکھنا یہ بھی مسجد
اقصے کے علاوہ
کسی اور جگہ سے
ہے اور وہ مقام
مذکور وہی ہے جو آپ کے قریب
ہونے کا مذکور ہے

ولنا على ذلك قرائن بعيدة اخر
لكن لا ينبغي ذكرها بعد ما ثبت اجماعاً
من المسلمين بل هو المقال ان الاجماع
والاحاديث الدالة على وقوع المعراج
السماوي ليس فيها مخالفة للقران بل
ان لم نقل بدلالة ايات سورة
النجم عليه فيكون الايراد انما هو
لعدم ذكر هذا المعراج في سورة الاسراء
بتمامه وكثير من الامور غير
مذكورة في القران وانما قول نبينا
وهي الالاف الوف من مسائل
العبادات والمعاملات والذي بقي
ذكره في هذه الرسالة هو نقل بعض
اقوال العلماء من اهل السنة
وايضاً من علمائنا ونختم عليه الكلام

میرے پاس چند قرینہ اور بھی ہین مگر
مناسب نہین کہ جو بات اہل اسلام کے
اجماع سے ثابت ہو چکی اوس کے بعد
مین خلاف اوس کے کچھہ لکھون
خلاصہ یہ ہے کہ اجماع اور احادیث
جو معراج جسمانی پر دلالت کرتی ہین
اونکو مخالفت قرآن سے نہین ہے
بلکہ اگر ہم سورہ نجم کی آیتون کو اِس
معراج کی تتمہ پر دلیل نگردانین تو اعتراض
فقط یہی ہوگا کہ سورہ اسرا مین آسمانی
معراج کا ذکر نہین ہے اور بہت سے
امور پورے قرآن مین مذکور نہین ہین جو
فقط ہمارے نبیؐ کی احادیث سے ثابت
ہوئے ہین ہزارون احکام عبادات اور
معاملات کے ایسے ہی ہین۔ اب جس کا
ذکر باقی ہے وہ بھی ہے کہ علمای فریقین کا
کیا قول نسبت معراج کے ہے
اور کیا عقیدہ اسکی نسبت رکھنا چاہیے
اور اسی پر رسالہ کو ہم ختم کرین گے

لان ایراد المورد وهو عدم ذکر
المعراج السماوی فی القران ومخالفة
الروایات منه قد ابطلناه کما ینبغی
وینبغی لنا نقل ما افاد التفتازانی
من علماء اهل السنة فی شرح المقاصد
وهذا قوله قد ثبت معراج النبی
بالکتاب والسنة واجماع الامة الا ان
الخلاف فی انه فی المنام او فی الیقظة
وبالروح فقط او بالجسد الی المسجد
الاقصی فقط او الی السماء والحق
انه فی الیقظة بالجسد الی المسجد الاقصی
بشهادة الکتاب والاجماع ومن
بعده الی السماء بالاحادیث
المشهورة والمنکر مبتدع الی اخر
ما قال - وقال الرازی

اس لئے کہ اعتراض تو یہی تھا کہ معراج
جسمانی کا قرآن مین ذکر نہین ہے اور
روایات قرآن سے مخالف ہین اسکی رد
ہم نے کر دی جیسی چاہئے اور اہل سنت
کے علماء کا قول ہم نقل کرین علامہ تفتازانی
شرح مقاصد مین یہ لکھتے ہین کہ معراج
نبی کی قرآن اور حدیث اور اجماع سے
ثابت ہے مگر اختلاف یہ ہے کہ خواب
مین ہوئی یا بیداری مین فقط روحانی
تھی یا مع جسد مبارک مسجد اقصی تک
یا آسمان تک بھی جسمانی
تھی اور مذہب حق یہی ہے کہ
بیداری مین جسمانی معراج مسجد
اقصی تک قرآن اور اجماع سے ثابت ہے
اور وہان سے آگے آسمان
تک احادیث مشہورہ سے ثابت ہے
اور اس کا جو منکر ہے
وہ بدعتی ہے یہہ قول تو ہو چکا
اور فخر الدین رازی لکھتے ہین

اختلف المسلمون فی کیفیة ذلك
الاسراء (المعراج) فالاکثرون من
طوائف المسلمین اتفقوا علی انه اسری
بجسد رسول الله صلی الله علیه واله
والاقلون قالوا انه ما اسری الا بروحه
اقول واما من اصحابنا فلیس فیهم
احد وهو ینکر او یشك فی کون
المعراج الجسمانی سماویا الا ما یعزی
الی بن شهرآشوب من قدمائنا
لکن عبارته محتملة قابلة للتاویل
وهذا لم یلتفت الیه العلماء واهم
ما یجب ان تعلم ان سبب
الاختلاف ولو وقع من الاقلین
هو ماذا وعندی له اسباب عدیدة
اما من اهل السنة فلان عائشة

اہل اسلام میں اختلاف کیفیت معراج
میں ہے زیادہ لوگ متفق ہین کہ جسمانی
ہوئی اور تھوڑے روحانی کے قائل
ہین اور مین وغلام حسنین کہتا ہون
ہمارے علماء مین کوئی ایسا نہین ہے
جو منکر ہو یا شک کرے معراج جسمانی
مین سوای ابن شہراشوب کے مگر اونکی
عبارت قابل تاویل ہے اسیوجہ سے
اوس پر علماء نے کچھ زیادہ
التفات نفرمایا زیادہ تر اہم یہ امر ہے
کہ آخر بعض لوگون کو سبب اس
اختلاف کا کیا ہوا اگرچہ تھوڑے
لوگ ایسے ہین اور میرے نزدیک اس کے
چند سبب ہین کہ اونھین کیوجہ سے لوگونکو
شبہات ہوئے اور نوبت انکار تک پہونچی
اہل سنت مین تو بعض لوگون
کو شبہہ یا انکار کرنے کا
قوی سبب میری رائے مین
یہ ہے بلکہ دراصل یہی ہے کہ عائشہ

ومعاوية وابا جهل قد اسسوا
بنيان ذلك الانكار والشك
اما عائشة فقد روى عنها
الطبرسی ما یخالف ذلك الذی
یرویه العامة وقد مرّ مالا يليق بهذا واما
معاويه فما اسره في نفسه اظهره
ابنه يزيد لانه سر لابيه حيث قال
لعبت بنو هاشم بالملك فلا خبر
جاء ولا وحي نزل ؛ واما ابو جهل
فلا يخفى على احد ما صدر عنه
من قول وفعل في انكار النبوة
واظهار العناد فالذين اتبعوا
هؤلاء فلهم اسوة بهم فلا ينبغي
للمسلمان يعتني بما رووه بل يقول
في شانهم ما قال في شرح المواقف

اور معاویہ اور ابو جہل نے اس شبہ کی
بنا ڈالی مگر عائشہ سے تو طبرسی نے اسکی
مخالف روایت فرمائی ہے جو قول
بعض علما اور صحیح [illegible] مناسب
شبہ سیوم میں [illegible] دیا
رہے معاویہ انکے دل میں جو راز پوشیدہ
انکار نبوت کا تھا وہ [illegible] صاحبزادے
نے بخوبی ظاہر کر دیا ہے اگر [illegible] تو انا [illegible]
تمام کند چنانچہ دربار عام میں یزید نے
کہدیا کہ بنی ہاشم نے ایک کھیل
ملک گیری کا کھیلا تھا نہ کوئی خبر
آسمان سے آئی اور نہ وحی نازل ہوئی
رہا ابو جہل اوسکی عداوت اور قول و
فعل انکار نبوت میں اور دشمنی تو ظاہر ہے
پس جو لوگ ان ثلاثہ کے تابع ہیں انکو ان کے
انکی پیروی کی کسی مسلمان کو ہرگز مناسب
نہیں کہ انکی جھوٹی روایت پر
توجہ کرے بلکہ جو شرح
مواقف میں ہے وہی کہے کہ

ان المنكر مبتدع السبب الثاني
اشتغالهم بالفلسفة القديمة والجديدة
وعدم الاطلاع على البراهين المبطلة
لها والسبب الثالث عدم العلم
بنتائج الحادثة يوما فيوما بعد يوم
المصدقة لاخبار الانبياء صلى الله
عليه وآله باخبار بكثير من الامور
الغيبية كما انهم لم يكونوا
عالمين للغيب واما اليوم فمن يطلع
على اخباره صلى الله عليه وآله ثم يجده
مطابقا لما ثبت بالمشاهدات الجديدة
فلا يشك في كونه مسلما
نبيا مرسلا وفي معراجه
الجسماني اصلا بل يزداد ايقانه ويكمل
ايمانه وهو مومن موقن حقا

کہ منکرین معراج جسمانی بدعتی ہے
علامہ تفتازانی کو عائشہ اور معاویہ کا
خیال نہ رہا لہذا حق برزبان جاری ہوا
دوسرا سبب جن لوگونکو فلسفہ قدیمہ
یا جدیدہ کا شغل ہے اور اونکے شبہات
کی رد جو علمانے کی ہے اوس سے بےخبری
یہ سبب اونکے شک کا ہوا تیسرا سبب
معراج جسمانی کے جو نتائج احقاق دین
اسلام مین اب ہو رہے ہین اور جو
آسمانی خبر ہمارے نبیؐ نے دی ہے
جدید مجربات سے اونکی سچائی ظاہر
ہو رہی ہے چونکہ یہ منکرین عواقب امور کا
علم نہ رکھتے تھے لہذا منکر ہوئے مگر آج تو
جو شخص علوم جدیدہ اور ہمارے نبیؐ کی
خبر سے واقف ہے اور دونون مین مطابقت
پا رہا ہے وہ تو ایک لمحہ بھی شک آپکی
نبوت یا معراج مین نکریگا بلکہ اوس کا
یقین زیادہ اور اوس کا ایمان
کامل ہوگا وہ پورا مومن بایقین ہوگا

فعليكم ايها الاخوان ان تقرؤا
الكتب الفلسفة في تطبيق الاحاديث
المروية بالاصول الجديدة منها
كتاب الهيئة والاسلام وغيره
ورسالتي هذه ايضا من قبيل
ذلك ولا تشكوا ولا ترتابوا
في اول ورود الشبهات
عليكم فان الله
سبحانه وعد ان يويد
دين الاسلام ويظهره
على الدين كله ونختم
الرسالة بقول وآخر دعوانا
ان الحمد لله رب العالمين
والصلوة والسلام على محمد
وآله اجمعين

پس تم اے برادران ایمانی واجب ہے
اون کتابون کو پڑھو جن مین ہمارے
قرآن اور حدیث کی باتون کی تطبیق
اصول جدیدہ سے کیجاتی ہے۔
جیسی کہ کتاب ہیئت اور اسلام
وغیرہ اور یہہ میرا رسالہ بھی
اسی قسم کا ہے اور شک نکرو
نہ انکار کرو کہ ادہر کوئی شبہہ
دل مین آیا اور لگے شبہہ
کرنے اس لئے کہ خدا نے پختہ
وعدہ فرمایا ہے کہ دین اسلام
کی تائید کرکے ہر ایک دین پر غالب
کریگا۔ اب ہم رسالہ کو ختم کرتے ہین
اور کہتے ہین آخری دعا ہماری خدا
خدائے پروردگار عالمیان کی ہے
اور درود و سلام محمد وآل محمد پر۔

(رسالہ تمام ہوا)

غلطنامہ رسالہ معراجیہ

نمبر شمار	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
[illegible]	۳	۷	لمن یکون	لمن لا یکون
[illegible]	۶	۵	اکمنة	امکنة
۳	۱۰	۱۱	طرفه العین	طرفة العین
۴	۱۱	۳	اور جینے	اور نہ جینے
۵	۱۲	۴	اور	دو
۶	۱۹	۶	دو سیر نباید	دو سیکڑے نباید
۷	۲۱	۱۴	محال عادی	محال عقلی
۸	۲۵	۱۶	ممکن خاصہ	ممکنہ خاصہ
۹	[illegible]	۷	کذا الکذا	کذا اوکذا
۱۰	۲۸	۳	ڈرتی رہیں	جاگتی رہیں
۱۱	۲۹	۱۵	تعفن	تعفین
۱۲	۳۰	۸	سبکو	تمسکو
۱۳	۳۲	۴	هل	بل
۱۴	۴۶	۴	اوسی نبوت	آخری نبوت
۱۵	۴۸	۷	لم تتصل	لم تصل
۱۶	۵۱	۶	لاتقتضی	لاتقتضی
۱۷	۵۲	۵	والتقریس	والتقریب
۱۸	۵۸	۷ ۶	قربت	قریب
۱۹	۵۸	۱۵	فی المقام	فی هذا المقام
۲۰	۶۲	۱۳	هولاء	هؤلاء